Regd. No. L. 5254

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَاءُ ۔ عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

تار کا پتہ الفضل لاہور ٹیلیفون نمبر ۳۹۹

روزنامہ

الفضل

لاہور

یوم چہار شنبہ

شرح چندہ
سالانہ ۲۴ روپے
ششماہی ۱۳ ”
سہ ماہی ۷ ”
ماہوار ۲½ ”

فی پرچہ ۱ /

۱۲ ذی الحجہ ۱۳۷۱ھ

جلد ۴۰/۶ * ۳ تبوک ۱۳۳۱ھش * ۳ ستمبر ۱۹۵۲ء * نمبر ۲۰۷

اخبار احمدیہ

ربوہ ۲ ستمبر۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق آج ربوہ سے بذریعہ ڈاک حسب ذیل اطلاعات موصول ہوئی ہیں:۔

۲۸ اگست: ”پاؤں میں درد ہے جس کی وجہ سے طبیعت خراب ہے۔“

۳۰ اگست۔ ”جلد میں چھپاکی کی تکلیف ہے“

احباب صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دعا فرمائیں۔

لاہور ۲ ستمبر۔ مکرم نواب محمد عبد اللہ خانصاحب کو ضعف اور بدن میں درد کی تکلیف ہے۔ گو بخار میں نسبتاً کمی ہے۔ احباب صحت کاملہ کے لئے دعا جاری رکھیں۔

کھیوڑہ کے ہوائی حادثہ پر جماعت احمدیہ کیطرف سے دلی رنج و الم کا اظہار

گورنر جنرل اور وزیر اعظم کے نام ناظر امور عامہ کا تار

ربوہ ۲۹ اگست۔ جناب مولانا عبد الرحیم صاحب درد ایم اے ناظر امور عامہ صدر انجمن احمدیہ ربوہ نے عزت مآب جناب غلام محمد گورنر جنرل پاکستان اور وزیر اعظم جناب الحاج خواجہ ناظم الدین کے نام ایک ایکسپریس تار ارسال کیا ہے۔ جس میں کھیوڑہ کے ہوائی حادثہ پر جماعت احمدیہ اور سیدنا حضرت امیر المومنین کی طرف سے دلی افسوس کا اظہار کرتے ہوئے کام آنیوالے افسران کے پسماندگان کیساتھ ہمدردی ظاہر کی ہے۔ نیز خدا تعالیٰ کے حضور دعا فرمائی ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سب پر اپنا فضل نازل فرمائے۔ تار کے الفاظ حسب ذیل ہیں۔

”جہلم کے قریب ہوائی فوج کے طیارہ کی تباہی سے شدید صدمہ ہوا۔ بلاشبہ یہ پاکستان کے لئے ایک نقصان عظیم ہے۔ جماعت احمدیہ اور اس کے واجب الاحترام امام کی دلی ہمدردیاں اس حادثہ میں کام آنیوالوں کے پسماندگان کے ساتھ ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب پر رحم فرمائے“

جماعت احمدیہ کیطرف سے وزیر مملکت ہند کے عہدے پر سید خلیل الرحمٰن صاحب کے تقرر کا خیر مقدم

ربوہ ۲۹ اگست۔ جناب سید خلیل الرحمٰن کے وزیر مملکت مقرر ہونے پر مولانا عبد الرحیم صاحب درد ایم۔ اے ناظر امور عامہ نے تار کے ذریعہ جماعت احمدیہ اور سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے انہیں مبارکباد دی ہے۔ اور پوری پوری تائید و حمایت کا یقین دلایا ہے۔ تار کے الفاظ حسب ذیل ہیں:۔

”جماعت احمدیہ اور اس کے واجب الاحترام امام کی طرف سے میں، محکمہ دفاع میں وزیر مملکت کے عہدے پر آپ کے تقرر کا خیر مقدم کرتا ہوں اور جماعت کی پوری پوری تائید و حمایت کا یقین دلاتا ہوں“

ناجائز ذخیروں کی ضبطی

حیدرآباد ۲ ستمبر۔ حکومت سندھ نے گیہوں کے ان ناجائز ذخیروں کی ضبطی شروع کر دی ہے جن کی اطلاع حکومت کو نہیں کی گئی تھی۔ چنانچہ ضلع حیدرآباد کے بعض دیہات میں چھاپہ مار کر ۲ ہزار من گندم پر قبضہ کیا گیا۔ نیز ۸ آدمیوں کی گرفتاری بھی عمل میں آئی

اگر فرانس اور تیونس کے درمیان سمجھوتہ نہ ہوا تو جنرل اسمبلی میں اس مسئلہ پر بحث ناگزیر ہو جائیگی

امریکہ کوشش کریگا کہ بحث تعمیری قسم کی ہو اور کوئی فریق دوران بحث میں حد اعتدال سے تجاوز نہ کرے

نیویارک ۲ ستمبر۔ اقوام متحدہ میں امریکہ کے نمائندے نے کہا ہے کہ اگر جنرل اسمبلی کے آئندہ اجلاس تک فرانس اور تیونس کسی سمجھوتے پر نہ پہنچے تو جنرل اسمبلی کی اکثریت تیونس کے سوال پر بحث کرنے کا فیصلہ کرے گی۔ آج انہوں نے ایک ریڈیو انٹرویو میں بیان دیتے ہوئے اس خیال کا اظہار کیا۔ انہوں نے کہا اگر جنرل اسمبلی نے بحث کا فیصلہ کر لیا تو امریکہ کی کوشش ہوگی کہ بحث تعمیری نوعیت کی ہو اور کوئی فریق بھی بحث میں حد اعتدال سے تجاوز نہ کرے ادھر تیونس کے بے نے فرانسیسی اصلاحات پر غور کرنے کے لئے جو خاص کمیٹی مقرر کی تھی۔ اس نے اپنی رپورٹ بے کے سامنے پیش کر دی ہے۔ جس میں اصلاحات کو نامنظور کر دیا گیا ہے۔ کل بے اور فرانسیسی ریذیڈنٹ جنرل کے درمیان ملاقات ہوئی۔ انہوں نے ریذیڈنٹ جنرل پر واضح کیا کہ وزیر اعظم بکوش کو تیونس کی طرف سے فرانس کے ساتھ بات چیت کرنے کا کوئی اختیار نہیں ہے۔ وہ نجی حیثیت میں پیرس گئے ہیں۔

ڈاکٹر گراہم نے ہندوستانی اور پاکستانی نمائندوں کی مشترکہ کانفرنس اچانک پھر طلب کر لی

جنیوا ۲ ستمبر۔ سلامتی کونسل کے نمائندہ کشمیر ڈاکٹر فرینک گراہم نے کشمیر سے فوجیں ہٹانے کے سوال پر غور کرنے کے لئے ہندوستانی اور پاکستانی نمائندوں کی مشترکہ کانفرنس آج تیسرے پہر اچانک پھر طلب کی۔ طرفین کے نمائندوں کے درمیان مشترکہ بات چیت گذشتہ جمعرات کو ختم کر دی گئی تھی۔ کیونکہ لڑائی بند کرنے کی سرحد کے دونوں طرف فوجوں کی تعداد اور نوعیت کے مسئلہ پر بحث میں بہت سی الجھنیں پیدا ہو گئی تھیں۔ اب تک تین مشترکہ اجلاس ہو چکے ہیں۔ اور اس کے علاوہ ڈاکٹر گراہم نے وزیر خارجہ پاکستان چوہدری محمد ظفر اللہ خان اور ہندوستانی نمائندے مسٹر گوپالا سوامی آئنگر سے علیحدہ علیحدہ ملاقاتیں بھی کی ہیں۔

سندھ میں آبپاشی کا نیا منصوبہ

حیدرآباد ۲ ستمبر۔ حکومت سندھ بمبوں کے ذریعہ دریائے سندھ کے پانی سے ۲۰۰۰۰ ایکڑ زمین سیراب کرنے کا انتظام کر رہی ہے۔ اس منصوبے پر ۸ لاکھ روپے سے زیادہ رقم خرچ ہوگی۔ فی الحال کلی تمر کو ٹڑی تک کی زرخیز سیلابی زمین منتخب کی گئی ہے اگر تجربہ کامیاب ثابت ہوا۔ تو آبپاشی کا یہ طریق دوسرے علاقوں میں بھی رائج کیا جائے گا۔

مصر میں مجلس دستور ساز قائم کی جائیگی

قاہرہ ۲ ستمبر۔ مصر میں آئین میں ترمیم کرنے کے لئے اگلے مہینے ایک مجلس دستور ساز قائم کی جا رہی ہے۔ وزیر اعظم علی ماہر پاشا نے اس امر کا انکشاف کرتے ہوئے بتایا کہ انتخابی قانون میں تبدیلی کے بعد آئندہ ماہ فروری میں عام انتخابات ہوں گے۔

تمام کا تمام صوبہ دلدل کے نیچے دب گیا

منیلا ۲ ستمبر۔ فلپائن کے صوبے زمبونگ میں گذشتہ دنوں جو شدید طوفان آیا تھا۔ اس کی وجہ سے تمام کا تمام صوبہ کیچڑ اور دلدل میں دب گیا ہے اموات کا کوئی شمار نہیں سارا علاقہ رہائش کے ناقابل ہو گیا ہے۔ ہوائی جہازوں کے ذریعہ خوراک پہنچائی جا رہی ہے۔

کلکتہ میں فرقہ دارانہ فساد

کلکتہ ۲ ستمبر۔ یہاں عید الاضحی کے موقعہ پر جو فرقہ دارانہ جھڑپ ہوئی تھی۔ اس کے سلسلے میں اب تک ۸۴ آدمی گرفتار ہو چکے ہیں۔ فساد زدہ علاقے میں احتیاط کے طور پر پولیس کے دستے تعینات کر دیئے گئے ہیں

۵ لاکھ ڈالر کا نقصان

بالٹی مور ۲ ستمبر۔ امریکہ میں بالٹی مور کے قریب ایک چھوٹا سا قصبہ سیلاب سے بالکل تباہ ہو گیا۔ اندازہ ہے کہ ۵ لاکھ ڈالر کا نقصان ہوا ہے اسی طرح ٹیکساس میں بھی شدید آندھی آئی ہے جس کی وجہ سے ایک بمبار ہوائی جہاز بالکل تباہ ہو گیا کئی اور بمبار طیارے الٹ الٹ گئے۔

یوپی کے مشرقی علاقے میں شدید سیلاب

نئی دہلی ۲ ستمبر۔ دریائے گنگا اور گھاگھرا میں سیلاب کی وجہ سے صوبہ یوپی کے مشرقی علاقے میں شدید نقصان ہوا ہے۔ بلیا کے ایک ہزار دیہات زیر آب ہیں نیز ۵۰۰ کے قریب مکان منہدم ہو چکے ہیں۔ اتوار کے روز ایک دیسی ساخت کی کشتی الٹ گئی خیال ہے کہ اسکے الٹنے سے ۲۰ آدمی غرق ہو گئے ہیں۔ ضلع مرزا پور بھی سیلاب کی زد میں ہے۔ وہ اسوقت باقی اضلاع سے بالکل منقطع ہو چکا ہے

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے پاکستان پرنٹنگ ورکس میں طبع کرا کر ۳ میکلیگن روڈ لاہور سے شائع کیا

ایڈیٹر روشن دین تنویر بی اے ایل ایل بی

ختم نبوت کوئی ایسی چیز نہیں جسکیلئے روپیہ پیسہ کی ضرورت ہو

از مکرم سید محمود احمد صاحب ناصر ابن حضرت میر محمد اسحاق صاحب رضی اللہ عنہ

آجکل مولوی اختر علی صاحب بڑی پُرجوش تحریرات کے ذریعہ "تحفظ ختم نبوت" کے نام پر مسلمانوں سے ایک کروڑ روپیہ کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ مولوی صاحب کو امید واثق ہے کہ "ناموس رسالت کی حفاظت" کی خاطر ایک کروڑ تو کیا اربوں روپیہ چشم زدن میں جمع ہو سکتا ہے۔ اب جہاں تک ختم نبوت کی اس تشریح کا تعلق ہے۔ جو مولوی صاحب کی نظر میں صحیح ہے۔ یعنی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نیا نبی نہیں آسکتا اور صرف ایک مرتبہ دنیا میں آنے والے انبیاء میں آپ سب سے آخری نبی ہیں۔ (گو پرانے انبیاءؑ میں سے بعض نبی جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے نہیں۔ مولوی صاحب کے نزدیک اب بھی آسکتے ہیں) اب اس تشریح کی رو سے ختم نبوت کوئی ایسی چیز نہیں جس کے تحفظ کے لئے روپیہ پیسہ کی ضرورت ہو۔ نبی بھیجنا خدا تعالےٰ کا کام ہے۔ اگر خدا تعالےٰ کے علم میں کسی نئے نبی کا مبعوث کرنا (خواہ وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی غلامی اور آپ کے فیضان کے نتیجہ میں ہی مبعوث کیا گیا ہو) ختم نبوت کے منافی ہے۔ تو وہ خود کسی کو نبی بنا کر نہیں بھیجے گا مسلمانان عالم مولوی صاحب کو ایک کروڑ روپیہ دیں۔ یا ایک پائی بھی نہ دیں ختم نبوت کے تحفظ پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔

اب ظاہر ہے کہ مولوی صاحب یہ ایک کروڑ روپیہ اس مصرف میں لائیں گے کہ بعض مسلمانوں میں جو یہ خیال پایا جاتا ہے (اور مولوی صاحب کے نزدیک باطل خیال ہے) کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ظہور کے بعد پہلی امتوں میں سے کوئی نبی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی امت کی اصلاح کے لئے آسمان سے نہیں آئے گا۔ ہاں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں آپ ہی کے فیضان سے مستفیض ہو کر آپ کے عشق و محبت میں گداز ہو کر حضور کا کوئی غلام خدا تعالےٰ سے کثرت مکالمہ و مخاطبہ کا شرف حاصل کر سکتا ہے۔ تو اس "باطل خیال" کو مسلمانوں کے دل سے نکالا جائے۔

مولوی صاحب کو ایک بڑی مہم درپیش ہے۔ اور وہ مہم یہ ہے کہ ان مسلمانوں کے کافر ہونے کا سرکاری طور پر اعلان کر دائیں۔ جو یہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد اب کوئی ایسا شخص نبی ہو کر مبعوث نہ ہوگا جسے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی غلامی کا شرف حاصل نہیں۔ جو آپکی امت سے نہیں۔ جو آپ کے فیضان سے مستفیض نہیں۔ جو آپ کے عشق میں گداز ہو کر نبوت کا مقام حاصل نہیں ہوا۔ البتہ وہ شخص نبوت کے مقام پر فائز ہو سکتا ہے۔ جو حضور کا غلام ہو حضور کی امت میں سے ہو۔ حضور کا خاک پا ہونا اپنے لئے مقام فخر سمجھتا ہو۔ اور حضور کے فیضان اور آپ کے واسطے سے ہی نبوت کے درجہ تک پہونچا ہو۔

مولوی صاحب کو اصرار ہے کہ حضرت موسےٰ علیہ السلام کی امت کا ایک نبی تو اب بھی دنیا میں آسکتا ہے۔ اور آئے گا۔ مگر خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے کوئی شخص آپ کی غلامی میں نبی نہیں ہو سکتا۔ اور ایسا خیال رکھنا "ناموس رسالت کے لئے زبردست خطرہ" کے مترادف ہے۔ اور اس خطرہ کے توڑ کے لئے مولوی صاحب کو ایک کروڑ روپیہ مطلوب ہے۔

ہم مولوی صاحب سے بڑے دردمند دل کے ساتھ پوچھتے ہیں کہ مولوی صاحب! مسیحی مصنفین نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شان میں نہایت گستاخانہ تحریرات لکھ کر لاکھوں لاکھ کتابیں شائع کیں۔ مگر آپ کے کان پر جوں نہ رینگی۔ آریہ فرقہ کے بدزبان معترضین نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو اتنی گالیاں دیں کہ عشاق رسولؐ کے سینے چھٹ گئے۔ مگر آپ کو "تحفظ ناموس رسالت" کا ذرا بھی درد پیدا نہ ہوا۔ یورپ اور امریکہ کے پادریوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے ایک ایک پہلو کو نہایت بدنما رنگ میں پیش کیا۔ اور اسلام کے ایک ایک اصول کو نہایت بھیانک اور مکروہ شکل میں دنیا کے سامنے رکھا۔ مگر آپ کے دل میں ذرا بھی احساس پیدا نہ ہوا۔ ان لوگوں کے مقابلہ میں آپ نے کسی چندہ کی اپیل نہ کی۔ کوئی لٹریچر شائع نہ کیا۔ کوئی تبلیغی مشن قائم نہ کئے۔ کوئی مبلغ بیرونی ممالک میں نہ بھیجے۔ غیر مسلم دشمن نے آنحضرت صلعم کی وہ تحقیر کی۔ آپ کے خلاف ایسی دلآزار تحریرات شائع کیں، کہ آج تک کسی کے خلاف ایسا جوش کبھی ظہور میں نہ آیا ہوگا۔ مگر "تحفظ ناموس رسالت" کے لئے کبھی آپ کی غیرت جوش میں نہ آئی۔ اس صورت حال کا مقابلہ کرنے کے لئے کبھی کوئی عملی قدم آپ نے نہ اٹھایا۔ آج کیا نئی بات ہوگئی۔ جو آپ خود مسلمانوں کے ایک فرقہ کے خلاف جنگ آزما ہونے کے لئے ایک کروڑ روپیہ کا مطالبہ کر رہے ہیں۔

مولوی صاحب ذرا ٹھنڈے دل سے سوچکر بتلائیے کہ ناموس رسالت کے لئے کیا چیز خطرناک ہے آیا غیر مسلم دشمن کی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شان میں نہایت وحشیانہ طریق سے دلآزارانہ تقریر و تحریر یا بعض مسلمانوں کا یہ عقیدہ کہ حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد حضور کا غلام اور آپ کا امتی ہی بڑے سے بڑے روحانی مراتب حاصل کر سکتا ہے۔ حضرت موسےٰ علیہ السلام کا امتی نہیں۔

جماعت احمدیہ کے خلاف موجودہ تحریک سخت قابل نفرت ہے

مشرقی پاکستان کے مشہور اخبار روزنامہ "آزاد" کا ایڈیٹوریل نوٹ

مغربی پاکستان میں احرار نے احمدیہ جماعت کے خلاف جو فتنہ اٹھا رکھا ہے۔ اس کے متعلق مشرقی پاکستان کے اخبار جو رائے ظاہر کر رہے ہیں۔ وہ ہم ذیل میں درج کرتے ہیں۔ ہم یہ نہیں کہنا چاہتے۔ کہ ان مضامین کی جزئیات کس حد تک صحیح ہیں۔ یہ معاملہ درحقیقت خواجہ ناظم الدین صاحب اور ان کے اہل وطن کا ہے۔ لیکن ہم اس طرف توجہ دلانا چاہتے ہیں۔ کہ اس فتنہ نے کس طرح سارے ملک میں فساد اور اختلاف پیدا کر دیا ہے۔ اور کس طرح ہر خیال کے لوگ اس سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ بعض ان میں سے سچے بھی ہوں گے۔ اور بعض مبالغہ کرنے والے بھی ہوں گے۔ مگر بہرحال نتیجہ ظاہر ہے۔ (ادارہ)

مشرقی پاکستان کا مشہور روزنامہ "آزاد" ۳ر اگست ۱۹۵۲ء کے ایڈیٹوریل نوٹ میں لکھتا ہے۔

مغربی پاکستان میں قادیانیوں کے خلاف جس طرح قابل نفرت غم و غصہ کا مظاہرہ ہو رہا ہے بہت جلد اس کا خاتمہ ہو جانا چاہیئے۔ کہا جاتا ہے کہ وزیر اعظم خواجہ ناظم الدین صاحب اس بارے میں بہت جلد حکومت کا طریق کار بیان کریں گے۔ اس مسئلہ کی اہمیت اس امر سے ظاہر ہے کہ وزیر اعظم نے خود اس بارے میں حکومت کا طریق کار بیان کرنے کا اعلان کیا ہے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ اس قسم کے قابل نفرت معاملہ کا جلد خاتمہ ہوگا۔ اور پاکستانیوں کی شہری زندگی اس مرض سے جلد صحت یاب ہوگی۔

تقریب رخصتانہ

ربوہ ۲۰ر اگست۔ آج بعد نماز مغرب ۵ بجے خانصاحب مولوی فرزند علی صاحب ناظر بیت المال کی صاحبزادی منیرہ ثروت صاحبہ کے رخصتانہ کی تقریب عمل میں آئی۔ مکرمہ منیرہ ثروت صاحبہ کا نکاح حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے میاں محمد یوسف صاحب بریلوی سے پڑھا۔ حضور بھی اس تقریب میں شامل ہوئے اور دعا فرمائی۔

۲۸ر اگست کو بعد نماز مغرب میاں محمد یوسف صاحب بریلوی نے وسیع پیمانے پر دعوت ولیمہ کا انتظام کیا۔ احباب دعا فرمائیں۔ کہ اللہ تعالےٰ اس رشتے میں برکت دے۔ آمین۔

ایک ڈاکٹر کی ضرورت

جزیرہ بورنیو میں ایک ایم۔ بی۔ بی۔ ایس ڈاکٹر کی ضرورت ہے۔ چھ ماہ کے لئے نہایت اعلےٰ معیار کی پریکٹس کا چالو کام اس کے سپرد کیا جائے گا۔ اور اس عرصہ کے لئے اسے ایک مقررہ رقم دی جائے گی۔ چھ ماہ کے بعد اگر وہ اپنی پریکٹس بورنیو میں جاری رکھنا چاہیں تو جگہ کی تلاش کے متعلق ان کو مناسب مشورہ اور امداد دی جائے گی۔ اگر وہ چھ مہینے کے بعد واپس پاکستان آنا پسند کریں۔ تو اس صورت میں آنے جانے کا خرچ یعنی کراچی سے سنگاپور تک کا سیکنڈ کلاس کا کرایہ اور سنگاپور سے جیلسن کا فرسٹ کلاس کا کرایہ دیا جائے گا۔ بصورت دیگر کوئی کرایہ ہمارے ذمہ نہ ہوگا۔ خواہشمند احباب مجھ سے خط و کتابت کریں۔

(خانصاحب) فرزند علی ناظر بیت المال

سیکرٹریان تبلیغ صوبہ سندھ توجہ فرمائیں

جملہ سیکرٹریان تبلیغ جماعت ہائے صوبہ سندھ کی خدمت میں گزارش ہے کہ وہ اپنی ماہوار تبلیغی رپورٹیں پراونشل نظام کے ماتحت ڈاکٹر احمد الدین صاحب پراونشل سیکرٹری تبلیغ کنری (صوبہ سندھ) کو بھیجا کریں۔ وہاں سے یہ تمام رپورٹیں مرکز میں پہنچ جایا کرتی ہیں۔ خدا کے فضل سے صوبہ سندھ کی جماعتوں کی اکثریت باقاعدگی کے ساتھ رپورٹیں بھیجتی ہے۔ جن جماعتوں کے سیکرٹریان تبلیغ اپنی رپورٹیں نہیں بھیجتے مہربانی کرکے وہ بھی بھیجا کریں۔

(ناظر دعوۃ و تبلیغ)

روزنامہ ——— الفضل ——— لاہور

مورخہ ۳ ستمبر ۱۹۵۲ء

وزیر اعلیٰ پنجاب کی تقریر

میاں ممتاز محمد خان صاحب دولتانہ نے ۳۰ اگست ۱۹۵۲ء کی رات کو حضوری باغ لاہور میں مختلف مسائل پر مشتمل تقریر میں "ختم نبوت" اور احمدیت کے متعلق بھی اظہار خیال فرمایا ہے اس مسئلہ کے متعلق ہم ذیل میں معاصر روزنامہ "آفاق" لاہور ۲ ستمبر ۱۹۵۲ء سے آپ کی تقریر کا ایک اقتباس درج کرتے ہیں۔

"ختم نبوت کے مسئلے پر تفصیل سے روشنی ڈالتے ہوئے میاں ممتاز محمد خان دولتانہ نے پُرجوش تالیوں اور تحسین آفرین نعروں میں اعلان کیا کہ:۔

اس معاملہ میں میرا وہی عقیدہ ہے جو ایک مسلمان کا ہونا چاہیئے۔ میرے نزدیک وہ لوگ اسلام سے باہر ہیں۔ جو حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی نہیں مانتے۔ یہی نہیں بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ ختم نبوت کے مسئلے پر بحث کرنا بھی کفر ہے کیونکہ بحث ایسے مسائل پر ہوا کرتی ہے جس میں شک وشبے کی کوئی گنجائش ہو۔ ختم نبوت کا معاملہ تو ہمارے عقیدہ سے تعلق رکھتا ہے۔ اور یہ بحث و منطق سے بالا و بلند ہے۔

مرزائیوں کے خلاف آجکل جو نفرت پیدا ہو گئی ہے۔ اس کا ذمہ وار مرزائیوں کو گردانتے ہوئے میاں محمد ممتاز نے کہا مرزائی حضرات نے خود ہی علیحدگی پسندی کی روش اختیار کی۔ زندگی کے ہر شعبے میں وہ ہم سے علیحدہ رہنے لگے انہوں نے اپنے ذاتی سیاسی اور مجلسی تعلقات کو اپنی برادری کی حد تک محدود کر لیا۔ قادیانی افسروں نے اپنے طبقے کے لوگوں کے ساتھ ناجائز رعائتیں کیں۔ محض مرزائیت کی بنیاد پر الاٹمنٹیں بھی ہوئیں۔ انہوں نے اپنی سرکاری پوزیشن کا ناجائز استعمال کیا" (روزنامہ آفاق ۲ ستمبر ۱۹۵۲ء)

آپ نے حسب ذیل باتیں فرمائی ہیں۔

(۱) آپ کا یعنی میاں ممتاز محمد خان صاحب کا مسئلہ ختم نبوت میں وہی عقیدہ ہے۔ جو ایک مسلمان کا ہونا چاہیئے۔

(۲) وہ لوگ اسلام سے باہر ہیں جو حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی نہیں مانتے

(۳) ختم نبوت کا معاملہ تو ہمارے عقیدہ سے تعلق رکھتا ہے۔ اور یہ بحث و منطق سے بالا و بلند ہے۔

(۴) "مرزائیوں" کے خلاف آجکل جو عام نفرت پیدا ہو گئی ہے۔ اس کے خود "مرزائی" ذمہ وار ہیں۔

(الف) انہوں نے علیحدگی پسندی کی روش اختیار کی

(ب) انہوں نے اپنے ذاتی سیاسی اور مجلسی تعلقات کو اپنی برادری کی حد تک محدود کر لیا۔

یہ بات تو درست ہے کہ ختم نبوت کا معاملہ عقیدہ سے تعلق رکھتا ہے۔ لیکن یہ کہنا کہ عقیدہ کا معاملہ بحث و منطق سے بالا و بلند ہے صحیح نہیں ہے۔ اسلام اور موجودہ عیسائیت میں یہی فرق ہے۔ کہ موجودہ عیسائیت عقائد کے لئے کسی عقلی اور منطقی دلیل کو ضروری نہیں سمجھتی۔ لیکن جن لوگوں نے قرآن کریم کا مطالعہ کیا ہے وہ جانتے ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ اپنی ذات کا عقیدہ بھی بغیر دلیل اور بینہ کے منوانا نہیں چاہتا۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ احمدی "ختم نبوت" کا عقیدہ نہیں رکھتے۔ ان کا عقیدہ یہی ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔ اور جو لوگ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین نہیں مانتے وہ مسلمان نہیں خارج از اسلام ہیں۔

اگر میاں ممتاز محمد خان صاحب دولتانہ کی "ختم نبوت" سے مراد یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد قیامت تک اب کوئی نبی نہیں آسکتا۔ تو اس کے متعلق ہم جناب کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتے ہیں کہ تقریباً تمام مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کم سے کم ایک نبی ضرور آئے گا جس کا نام ہے۔

عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام

اس لئے عام مسلمانوں کا عقیدہ یہ نہیں ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔ بلکہ ان کا عقیدہ یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کم سے کم ایک نبی ضرور آسکتا ہے۔

میاں ممتاز محمد خان صاحب دولتانہ فرمائیں کہ کیا ان کا عقیدہ بھی یہی ہے یا اس سے مختلف ہے۔ آپ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ عقیدہ کا معاملہ بحث و منطق سے بالا و بلند ہے۔ اس لئے آپ کے اصول کے مطابق آپ کو بحث و منطق سے بالا و بلند ہو کر یہ فرمانا ہو گا۔ کہ آیا آپ کا بھی عقیدہ یہی ہے کہ

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے
بعد ایک اسرائیلی نبی آئے گا۔ جو
صلیبوں کو توڑے گا۔ اور سوروں
کو قتل کرے گا۔ اور جو دنیا میں اسلام
پھر اسلام پھیلا دے گا۔

میاں ممتاز محمد خان صاحب دولتانہ کو یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ تمام قدیم و جدید علمائے اسلام کا اس بات پر اجماع ہے۔ کہ حضرت عیسےٰ ابن مریم علیہ السلام کو بعثت ثانی میں جو شخص نبی نہیں مانے گا۔ وہ کافر اور خارج از اسلام ہو گا۔ آپ بحث و منطق سے بالا ہو کر بتائیں کہ کیا آپ کا بھی یہی عقیدہ ہے؟

جو کچھ میاں ممتاز محمد خان دولتانہ وزیر اعلیٰ و صدر صوبہ مسلم لیگ اس کا جواب ارشاد فرمائینگے اس سے پہلی تین باتیں خود بخود حل ہو جائیں گی۔

اب ہم آپ کی چوتھی بات کو لیتے ہیں کہ
"مرزائیوں" کے خلاف آجکل جو عام
نفرت پیدا ہو گئی ہے۔ اس کے خود
"مرزائی" ذمہ وار ہیں"۔

اس سے بڑھ کر غلط اور حقیقت کے خلاف شائد ہی کوئی بات ہو گی۔ احمدیوں نے دوسرے اسلامی فرقوں کی باہمی علیحدگی سے نہ صرف یہ کہ بڑھ کر کچھ نہیں کیا۔ بلکہ جہاں تک فقہی اختلافات کا تعلق ہے۔ دوسرے فرقوں کی باہمی خلفشار کا قلع قمع کر دیا ہے۔ گنجائش کی کمی کی وجہ سے صرف ایک مثال ہم یہاں عرض کرتے ہیں۔ یہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی ہیں۔ جنہوں نے سب سے پہلے "آمین بالجہر" "رفع یدین" "رفع سبابہ" کے متنازعہ جھگڑوں کو بہ یک قلم ختم کر کے حنفیوں اور وہابیوں کے مابین خلیج پاٹ دی۔ آج تو مودودیے اور اکثر صلح کل علماء بھی شائد یہی کہتے پھرتے ہیں لیکن آج بھی اگر دولتانہ صاحب کسی مسجد میں جا کر دیکھیں تو ان کو ایک بورڈ نمایاں طور پر لٹکا ہوا نظر آئے گا۔ جس پر کچھ اس قسم کے الفاظ لکھے ہوئے ہوں گے کہ

یہاں حنفا کے طریق پر ہی نماز پڑھنا ہو گی ورنہ ......

پھر میاں ممتاز محمد خان دولتانہ کی خدمت میں ہم التماس کرتے ہیں کہ وہ کوئی ایسی سیاسی یا دینی تحریک بتائیں جو مسلمانان عالم کی بہبودی کے لئے شروع کی گئی ہو۔ جس میں احمدیوں نے دوسروں سے بڑھ چڑھ کر حصہ نہیں لیا۔ لکانوں کی شدھی کے وقت جو بے غرض خدمات احمدیہ جماعت نے کیں اس کی تعریفیں تو ظفر علیخان اور احراریوں کے مفکر افضل حق تک کو باوجود احمدیت کے دشمن عنید ہونے کے کرنی پڑیں۔ پھر تقسیم سے پہلے عبوری حکومت کے وقت کون کام آیا تھا۔ میاں صاحب کو تو ضرور علم ہونا چاہیئے ہم یہاں تمام تفصیلات میں نہیں جا سکتے بیسیوں نہیں پچاسوں نہیں سینکڑوں اسلامی دینی اور سیاسی معاملات ہیں جن میں احمدیوں نے بغیر ستائش کی تمنا کے یا صلہ کی پروا کے مسلمانان عالم کا ساتھ ہی نہیں دیا۔ بلکہ سب سے پیش پیش رہے ہیں۔

پھر سوال یہ ہے کہ احمدیوں کے خلاف بقول میاں صاحب آجکل عام نفرت کیوں پیدا ہو گئی ہے؟ ہم نفرت کی عمومیت سے برملا انکار کرتے ہوئے عرض کرتے ہیں کہ یہ نفرت جو انہیں نظر آ رہی ہے۔ محض چند شورش پسندوں کی سحر کاری ہے اور کچھ بھی نہیں ہے۔ محض کھوکھلی آوازوں کے ایک فریب کا ہوائی قلعہ ہے جو "خطابت کے جوش" سے تیار کیا گیا ہے۔ محض ایک صابن کا بلبلا ہے۔ جس کو بچہ اپنی نلکی سے ہوا میں تیراتا ہے۔ اور اگر اب بھی دولتانہ صاحب چاہیں تو ایک ذرا سی ٹھیس سے توڑ پھوڑ کر رکھ سکتے ہیں۔ ایک ذرا سی ٹھیس نہیں بلکہ ذمہ واران نظم و نسق کی ایک ذرا سی پھونک بجھا کر رکھ سکتی ہے۔

میاں صاحب نے احمدیوں کے خلاف آجکل جو عام نفرت پیدا ہو گئی ہے۔ اس کا ذکر فرمایا ہے ہم نے عرض کیا ہے۔ یہ ایک صابن کا بلبلا ہے۔ مگر میاں صاحب اس کو ایک ایٹم بم سمجھ رہے ہیں۔ شائد ان کو ایک ایٹم بم ہی نظر آ رہا ہے۔ مگر یاد رکھنا چاہیئے کہ خدانخواستہ اگر اب یہ ایٹم بم بن گیا ہے۔ جو پاکستان کے امن کو ایک پل میں بھسم کر کے رکھ سکتا ہے تو عرض ہے کہ اس ایٹم بم کی تیاری میں جو یورینیم استعمال کیا گیا ہے۔ وہ چند متعصب مولویوں کے احساس کمتری کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ اور اس کی تیاری میں اگر احراریوں اور مودودیوں کی غوغا آرائی کا عملی حصہ ہے تو ارباب حکومت کی بے پرواہی اور غفلت کا بھی خاموش حصہ ضرور شامل ہے۔

احراری مولوی محمد علی جالندھری نے اپنی ایک نہائت قریب کی تقریر میں جو اس نے احراریوں کی کرتوتوں کے متعلق کی ہے صاف صاف کہا ہے کہ آج اگر اس کام (احمدیوں کے خلاف منافرت پھیلانے) کے لئے ہماری پکڑ دھکڑ ہو رہی ہے۔ تو ہم تو یہ کام تین سال سے کرتے آئے ہیں۔ پہلے ہمیں کیوں نہیں روکا گیا؟ مولوی محمد علی صاحب جالندھری کا یہ سوال ابھی تک تشنہ جواب ہے۔

شذرات

تحفظ ناموس رسولؐ اور احراری

مولوی محمد علی صاحب جالندھری نے ملتان میں کہا ہے

"مسلمان تحفظ ناموس رسالت کیلئے چند ماہ جیل کاٹنے کو سعادت سمجھیں گے۔"

(زمیندار ۲۲ اگست)

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ سچا مسلمان ناموس رسالت کے تحفظ کے لئے جیل چھوڑ کر مالی و جانی قربانی کرنے کو بھی سعادت سمجھتا ہے مگر احراری تو ناموس رسالت کا تحفظ کرنے والوں کا ہمیشہ سے تماشائی رہا ہے اور اس کے خون سے کھیلنے کا شیدائی۔

البتہ ایک کمال جو سچے مسلمان میں نہیں مگر احراری میں ضرور پایا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ احراری جو کام کرے گا "تحفظ ناموس رسالت" کے لئے ہی کرے گا۔ اس نے لاکھوں خاندانوں کو تحریک ہجرت میں بے خانماں کیا تو تحفظ ناموس کے لئے مسجد شہید گنج شہید کروائی تو تحفظ ناموس رسالت کے نام پر۔ اور پاکستان کی مخالفت کی تو اسی جذبہ تحفظ کے ماتحت کی۔ چنانچہ احراری مفکر چودھری افضل حق نے صاف صاف اعتراف کیا ہے:۔

"ہم لوگ سچ پوچھو تو اسلام کو اپنی اغراض کے لئے استعمال کرتے ہیں مگر خود اسلام کے لئے استعمال ہونا نہیں چاہتے۔" (زمزم ۱۹ مئی ۱۹۳۹ء)

ابوالحسنات صاحب کی تقریر

مولانا ابوالحسنات صاحب صدر آل مسلم پارٹیز کنونشن نے ملتان میں فرمایا:۔

"اگر تحفظ ناموس رسالت کی خاطر کام کرنے والے شریفانہ غنڈے ہیں تو میں اور مخدوم صاحب سب سے بڑے غنڈے ہیں۔" (۲۲ اگست ۱۹۵۲ء)

صدر محترم! آپ کی ذات والا صفات پر کس بدبخت کی جرأت ہے کہ اس قسم کا حملہ کر سکے۔ مگر کیا یہ حقیقت نہیں کہ جس طرح ناموس رسالت کا محافظ "غنڈہ" نہیں ہو سکتا اسی طرح "غنڈے" بھی ناموس رسالت کے محافظ نہیں بن سکتے اور خصوصاً جبکہ پبلک ان سے روشناس ہو کر بآواز بلند پکار رہی ہو کہ

زباں بگڑی قلم بگڑا روش بگڑی چلن بگڑا
سیاسی چاہ زرد نشیبوں کا اسلوب سخن بگڑا
نبوت کے محافظ اشاتم امت معاذ اللہ
زباں بگڑی تو بگڑی تھی خبر لیجے دہن بگڑا

منڈل سے عقیدت

سید مظفر شمسی (دیہان) نے فرمایا:۔

"سر ظفر اللہ پاکستان کا وفادار نہیں اس میں منڈل میں فرق صرف یہ ہے کہ اس نے کلکتہ بیٹھ کر استعفیٰ دیا مگر یہ کراچی میں بیٹھ کر مسلمانوں کو نقصان پہنچائے گا۔"

(زمیندار ۲۲ اگست)

منڈل سے ہمارے بزرگوں کی کتنی بڑی عقیدت تھی کہ باوجود غیر مسلم ہونے کے اسے کلیدی منصب پر اس وقت تک چمٹائے رکھا جب تک کہ وہ خود مستعفی ہو کر الگ نہ ہو گیا۔ مگر دوسری طرف ایک مسلمان وزیر خارجہ ہے کہ "قائداعظم کو گالیاں دینے والے اس سے از خود استعفے طلب کر رہے ہیں اور پھر یہ سمجھ رہے ہیں کہ "ناموس رسالت" کے تحفظ کا فریضہ سرانجام دیا جا رہا ہے۔

"تبلیغ اسلام کی توپ"

تاج الدین صاحب انصاری کا بیان ہے کہ پنجاب کے کونے کونے میں "تبلیغ اسلام" کی کانفرنس کا پروگرام مرتب ہو رہا ہے۔

یہ "تبلیغ اسلام" کا پروگرام مرتب کرنے والے کون ہیں احراری جن کے متعلق مفکر احرار کا اعلان ہے:۔

"کسی احرار لیڈر کو یہ کہتے ہوئے نہیں سنا۔ تم بھی اپنے دین اور تبلیغی فرض کو ادا کرو اور غیر مسلموں میں اسلام کا نمونہ پیش کرو جب ان کی یہ حالت ہے تو دوسروں سے کیا توقع۔" (خطبات احرار)

اور جنہیں یہ مبلغین اسلام "تبلیغ کرنے نکلے ہیں وہ احمدی کہلاتے ہیں جن کے متعلق مفکر احرار ہی کا یہ فرمان ہے:۔

"مسلمانوں کے دیگر فرقوں میں تو کوئی جماعت تبلیغی اغراض کے لئے پیدا نہ ہو سکی ہاں ایک دل مسلمانوں کی غفلت سے مضطرب ہو کر اٹھا ایک مختصر سی جماعت اپنے گرد جمع کر کے اسلام کی نشر و اشاعت کے لئے آگے بڑھا اور اپنی جماعت میں وہ اشاعتی تڑپ پیدا کر گیا جو نہ صرف مسلمانوں کے لئے قابل تقلید ہے بلکہ دنیا کی تمام جماعتوں کے لئے قابل نمونہ۔"

(پولیٹیکل ورلڈ اور فلاہا زیاں)

پھر "تبلیغ اسلام کیا ہوگی؟ — یہی کہ ہمیں جو آج تک تبلیغی فرض سے کنارہ کش رہے مسلمان قرار دیا جائے، اور "اسلام" کی نشر و اشاعت کی تڑپ رکھنے والی جماعت کو غیر مسلم اقلیت شمار کیا جائے۔

مندرجہ بالا تین امور کی روشنی میں اب آپ بخوبی سمجھ جائیں گے کہ "تبلیغ اسلام" کی توپ کا رخ کس طرف ہوگا؟ کون اسے چلائیں گے۔ اور یہ بمباری کس غرض سے ہوگی؟

احراری کانفرنس کے خوفناک نتائج

احرار کی پاکستان کی کانفرنسوں کے اثرات کا تو ہمیں زیادہ پتہ نہیں البتہ ہندوستان میں ان کے نتائج برآمد ہونے شروع ہو گئے ہیں چنانچہ خبر ہے—

"میرٹھ کی احرار پارٹی کا سیکرٹری بچوں سمیت آریہ سماج میں داخل ہو گیا ہے۔ اور اب اس کا نام دھرم پرکاش ہے۔ احراریوں کے سیکرٹری نے ایک اور شخص فصیح اللہ کو بھی شدھی کر کے آریہ سماج میں داخل کر دیا ہے اور اس کا نام بلویر سنگھ ہے۔" (ملاپ ۲۳ اپریل ۱۹۵۲ء از زمیندار ۷ مئی ۱۹۵۲ء)

آہ! وہ لوگ جو رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم (فداہ امی وابی) کی رسالت کی حفاظت نہ کر سکیں۔ وہ تخت ختم نبوت کی حفاظت بھلا کیا کریں گے۔

پہلے وفات مسیح کا اعلان کرو

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام نے ایک اشتہار میں مطالبہ کیا ہے کہ احراری اگر "ختم نبوت" سے عقیدت رکھتے ہیں تو پہلے مسیح کی وفات کا اعلان کریں بات تو سراسر معقول ہے۔ مگر جب ان کا اعتقاد یہ ہے کہ خاتم النبیین کی رو سے اب رسول اللہ کی نبوت کا دروازہ تو بند ہو چکا ہے۔ اور پہلے انبیاء کی کھڑکیاں کھلی ہیں۔ تو وہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی وفات کا کیوں اعلان کرنے لگے؟

یہ اعلان تو وہ جماعت کر سکتی ہے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم کی روشنی میں نہ صرف یہ کہتی ہے کہ اب گزشتہ تمام انبیاء کی کھڑکیاں بند ہیں اور صرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دربار ہی کھلا ہے بلکہ وہ اس دربار محمدی کی یہ شان بھی پیش کرتی ہے کہ۔

صد ہزاراں یوسفے بینم درین چاہ ذقن
واں مسیح ناصری شد از دم او بے شمار

یعنی تم یوسفؑ اور مسیحؑ کا نام سن کر مدہوش ہو جاتے ہو۔ میرا آقا تو وہ ہے جس کی چاہ ذقن میں لاکھوں یوسف موجود ہیں اور جس کے ہونٹوں کی ایک حرکت سے بے شمار مسیح ناصری پیدا ہو رہے ہیں۔

اللّٰھم صل علےٰ محمد وبارک وسلم انک حمید مجید۔

دعائے مغفرت

(۱) میرے والد صاحب میر فرید احمد خان صاحب ٹالپر بروز بدھ مورخہ ۲۷ اگست ۱۹۵۲ء بوقت گیارہ بجے دن مختصر علالت کے بعد رحلت فرما گئے انا للہ وانا الیہ راجعون مرحوم اولین سندھی احمدیوں میں سے ایک تھے اور کافی اثر و رسوخ کے مالک تھے سندھ کے ایک نہایت معزز خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ حیدرآباد سندھ میں جماعت بڑی نہیں ہے اس لئے جنازہ میں احمدیوں کی تعداد کم تھی۔ احباب جنازہ غائبانہ پڑھ کر دعائے مغفرت فرمائیں۔

میر نور احمد خان ٹالپر۔ ڈاکٹر سلامت رائے ہاؤس حیدرآباد سندھ

(۲) میری ہمشیرہ عزیزہ صفیہ بیگم اہلیہ مہر دین صاحب ننکانہ ایک سال بیمار رہنے کے بعد ۱۷ اگست بروز اتوار بعد نماز فجر بعمر ۲۶ سال اس دار فانی سے کوچ کر گئی ہیں مرحومہ موصیہ تھیں۔ پابند صوم و صلوٰۃ ہونے کے علاوہ عورتوں میں تبلیغ کا کام شوق سے کرتی تھیں۔ مرکز کی طرف سے ہر ایک قسم کی تحریک میں حصہ لیا کرتی تھیں۔ مرحومہ اپنے پیچھے دو لڑکے اور ایک لڑکی چھوڑ گئی ہے۔ احباب کرام دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کے درجات بلند کرے اور لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

شمس الدین سیال ورکھیالیاں ضلع سیالکوٹ

زعماء و مہتممین مال انصار اللہ کی توجہ کے لئے ضروری اعلان

جن دیہاتی جماعتوں کی مجالس انصار اللہ نے ابھی تک چندہ انصار مرکز میں نہیں بھجوایا ہے۔ ان جماعتوں کے مہتمم مال اور زعماء صاحبان کو توجہ دلائی جاتی ہے کہ وہ چندہ انصار جملہ ارکین انصار سے فراہم کر کے فوراً بنام محاسب صاحب صدر انجمن احمدیہ ربوہ بھیج کر بمد امانت مرکزیہ انصار اللہ داخل خزانہ کرا دیں۔ فصل ربیع کا غلہ کافی عرصہ سے زمینداروں کے گھروں میں پہنچ چکا ہوا ہے۔ اس چندہ کی فراہمی اور ترسیل میں ہرگز توقف نہ ہونا چاہیئے۔ اور جہاں چھوٹی جماعت ہونے کی وجہ سے الگ مہتمم مال مقرر نہیں صرف انصار کے زعیم اور سیکرٹری مقرر ہیں۔ وہ اپنے آپ کو اس اعلان کا مخاطب سمجھیں۔

اسی طرح جن شہری اور قصباتی مجالس انصار اللہ کا چندہ انصار باقاعدہ مرکز میں نہیں پہنچ رہا۔ وہ بھی اپنے چندوں کو ماہ بماہ مرکز میں بھجوانے کا انتظام فرمائیں۔

چندہ انصار بنام محاسب صاحب صدر انجمن ربوہ بھیجا جائے۔ کوپن پر لکھ دیا جایا کرے "چندہ مرکزیہ انصار اللہ"۔

قائد انصار اللہ مرکزیہ شعبہ مال

جلد گھر پہنچ جائیں

سید عاشق حسین صاحب ولد سید عبدالجبار صاحب ساکن علی پور سیداں تحصیل نارووال ضلع سیالکوٹ جہاں کہیں بھی ہوں جلدی علی پور اپنے گھر پہنچ جائیں۔ کیونکہ ان کے والدین ان کی جدائی میں سخت بیقرار ہیں۔ اگر کسی اور دوست کو ان کے متعلق علم ہو کہ وہ کہاں ہیں تو ان کے ایڈریس سے اطلاع دیویں۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ سلسلہ عالیہ احمدیہ ربوہ

زکوٰۃ کی ادائیگی مال بڑھاتی ہے اور تزکیہ نفس کرتی ہے۔

ملتان فائرنگ کی تحقیقاتی رپورٹ اور اس کے بعض اہم حصے

ملتان فائرنگ کے متعلق مسٹر جسٹس ایم۔ آر کیانی کی تحقیقاتی رپورٹ منظر عام پر آچکی ہے۔ ان کی تحقیقات کے مطابق فائرنگ اس وقت عمل میں لائی گئی۔ جبکہ گولی چلانا قطعاً ضروری ہوگیا تھا۔ پھر اس فائرنگ کے نتیجے میں مناسب حد تک ہی نقصان ہوا۔ جس واقعہ کی تحقیقات پر ان کی رپورٹ مشتمل ہے۔ وہ مختصراً یہ ہے۔ کہ ۱۹؍جولائی ۱۹۵۲ء کی صبح کو ملتان شہر کے پولیس تھانہ کپ کے اردگرد لوگوں کے ایک ہجوم نے جمع ہوکر مصطفٰے خاں سب انسپکٹر کو تبدیل کئے جانے کا مطالبہ کرنا شروع کیا۔ کیونکہ ان کے بیان کے مطابق سب انسپکٹر مذکور نے وقوعہ سے ایک دن قبل شام کو مجمع منتشر کرنے میں سختی برتی تھی۔ بعد میں ہجوم نے اشتعال میں آکر تھانہ کی اندرونی عمارت پر اینٹیں برسانا شروع کردیں۔ اور آگ لگانے کی بھی کوشش کی۔ اس پر ایڈیشنل ڈپٹی کمشنر کو گولی چلانے کا حکم دینا پڑا۔ فائرنگ دس یا پندرہ منٹ تک جاری رہی۔ اس دوران میں کل ستر گولیاں چلائی گئیں۔ اس کے نتیجہ میں تین آدمی موقع پر ہی ہلاک ہوگئے۔ اور تین زخموں کی تاب نہ لاکر بعد میں چل بسے۔ تحقیقاتی رپورٹ ۲۹ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کے بعض ضروری حصوں کا ترجمہ ذیل میں شائع کیا جارہا ہے۔ جس سے اس تمام واقعہ کی نوعیت اس کی وجوہات اور مجمع کی امن شکن اور اخلاق سوز حرکات نمایاں ہوکر سامنے آجاتی ہیں۔

(۱) اس تمام فساد کی جڑ احراریوں کی یہ خواہش تھی۔ کہ حکومت کو مجبور کرکے "مرزائیوں" کو اقلیت قرار دلایا جائے۔ اس مقصد میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے جلسے منعقد کرنے کے علاوہ جلوس بھی نکالے جارہے تھے۔ چنانچہ ملتان کے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے ۱۵؍جولائی ۱۹۵۲ء کو دفعہ ۱۴۴ نافذ کرکے جلوسوں اور جلسوں پر پابندی لگانے کا فیصلہ کیا۔ لیکن اس کے بعد بھی حکومت کے ایجنٹوں کی طرف سے کسی قسم کی مداخلت کے بغیر جلسے برابر منعقد ہوتے رہے۔ اور جلوس بھی نکلتے رہے۔ حتی کہ ۱۸؍جولائی کو جمعہ کی نماز کے بعد بھی جنازہ گاہ میں مخدوم شوکت حسین کی زیر صدارت ایک پبلک جلسہ منعقد ہوا۔

(۲) جلسے کے بعد ایک جلوس نکالا گیا۔ اور معلوم ہوتا ہے۔ کہ کپ کے پولیس سٹیشن کی حدود میں سے جو جلوس گزر رہا تھا۔ وہ اسی جلوس کا ایک حصہ تھا۔ سب انسپکٹر مصطفٰے خاں کو پونے سات بجے شام کے قریب لاہوری گیٹ کی پولیس چوکی کی طرف سے ٹیلیفون پر یہ اطلاع ملی۔ کہ ایک جلوس چوک بازار کی طرف بڑھ رہا ہے۔ جو تھانہ کپ کی حدود میں شامل ہے۔ اور یہ کہ جلوس نے سر ظفر اللہ (وزیر خارجہ پاکستان) کا مصنوعی جنازہ کندھوں پر اٹھایا ہوا ہے۔

(۳) دوسرے روز ۱۹؍جولائی صبح کو) سٹی انسپکٹر سید یوسف شاہ خود پولیس سٹیشن کپ پہنچا۔ اس نے وہاں دیکھا۔ پولیس سٹیشن کے گرد گلیوں میں کوئی تین ہزار کا مجمع تھا۔ اور ہزار ڈیڑھ ہزار کے قریب لوگ مسجد میں جمع تھے۔ وہ مختلف نعرے لگا رہے تھے۔ مثلاً "مصطفٰی خاں مردہ باد" "کپ پولیس مردہ باد" "مرزائیت مردہ باد"۔ مجمع میں ایک ایسا شخص بھی تھا۔ جس کا منہ کالا کرکے اسے گدھے پر سوار کیا ہوا تھا۔ اور یوں ظاہر کیا جارہا تھا۔ کہ گویا وہ ایک مرزائی لیڈر ہے۔ اس کے علاوہ یہ کہ مختلف تصاویر اور پتلوں وغیرہ کو بھی نذر آتش کیا گیا۔

(۴) جس چیز نے لوگوں کو صدمہ پہنچایا۔ وہ یہ تھی۔ کہ (سب انسپکٹر مصطفٰی خاں) وہ واحد پولیس افسر تھا جس نے پورے ایک ماہ کی لاقانونیت کے دوران میں اپنا فرض قانون کے مطابق ادا کیا۔ ہرچند کہ گذشتہ ایک ماہ سے جلوسوں پر پابندی لگی ہوئی تھی۔ لوگ اس پابندی کی توہین کرنے اور اس کا تمسخر اڑانے میں خوشی محسوس کرتے رہے۔ جس چیز سے انہیں زیادہ صدمہ پہنچا۔ وہ یہ تھی۔ کہ اس نے اپنا فرض اس حال میں ادا کیا۔ کہ اس سے "مرزائیت" کی حمایت کا پہلو نکلتا تھا۔ چنانچہ مسلم لیگ کے مقامی ترجمان "کلیم" کے ایڈیٹر مسٹر عبدالغفور انوری نے اپنے بیان میں کہا۔ اس بات سے لوگوں کے دل سخت مجروح ہوئے۔ وہ اپنے پڑوس میں اس (سب انسپکٹر) کی شکل دیکھنے کے بھی روادار نہ تھے۔ اس واقعہ کے بعد تو وہ اسے ایک اچھا مسلمان بھی نہیں سمجھ سکتے تھے۔ مجھ جیسا اجنبی بھی خیال کرے گا کہ انوری برسر اقتدار پارٹی کی ترجمانی کرتا ہے۔ لیکن اگر جیسا کہ مجھے خود امید ہے۔ ایسا نہیں ہے۔ تو ابھی وقت ہے۔ کہ سیاسی معدے کی چھوٹی انتڑیوں کو ایسے زہریلے عناصر سے پاک کردیا جائے۔ ایسا نہ ہو۔ کہ یہ بڑی انتڑیوں کو بھی مسموم کردیں۔ مزید براں میرا تاثر یہ ہے۔ کہ قاعدے کے مطابق دفعہ ۱۴۴ کے احکام حکومت کی اجازت سے نافذ کئے جاتے ہیں۔ اگر یہ صحیح ہے۔ اور حکومت کی نگاہ میں بھی اس قسم کے حکم کا نفاذ ضروری ہے۔ تو پھر اس کی خلاف ورزی کو روکنے میں ناکامی مستحکم نظم ونسق پر دلالت نہیں کرتی۔ ایسی صورتِ حال کا جلد یا بدیر تباہ کن نتائج پر منتج ہونا لازمی ہے۔ جیسا کہ ۱۹؍جولائی کی صبح کو ظہور میں آیا۔

(۵) الغرض یہ کہ لوگوں کا مطالبہ تھا۔ کہ سب انسپکٹر کو تبدیل کردیا جائے۔ ان کا خیال تھا۔ کہ اس نے صحیح طور پر اپنے فرائض سرانجام نہیں دیئے۔ ایڈیشنل ڈپٹی کمشنر تبدیل کرنے سے پہلے عدالتی تحقیقات کرانا چاہتے تھے۔ کیونکہ یہ بے انصافی تھی۔ کہ بے گناہی ثابت کرنے کا موقع دیئے بغیر کسی افسر کے خلاف تعزیری کارروائی کی جائے۔ اس سلسلے میں تحقیقات کے بعد جو امر پایۂ ثبوت کو پہنچتا ہے۔ وہ یہ ہے کہ گذشتہ اتوار سب انسپکٹر کا رویہ اس کے فرائض کی بجاآوری کے عین مطابق تھا۔ اور ہجوم کے اس مطالبہ میں جسے عبدالغفور انوری شیخ کریم بخش گردن اور مخدوم شوکت حسین کی تائید وحمایت حاصل تھی۔ کوئی معقولیت نہیں تھی۔

(۶) جب فی الاصل گولی چلائی گئی۔ اس وقت اور کوئی صورت باقی نہیں رہی تھی۔ اسی طرح سے اگر کسی شخص کے نجی مکان پر حملہ ہوتا۔ تو مالک مکان کے لئے بھی اپنی حفاظت کا حق پیدا ہوجاتا۔

(۷) ان حالات میں نہ لاٹھی چارج کارگر ہوتا۔ نہ اشک آور گیس۔ مزید براں یہ ایک پبلک مقام سے ایک غیر قانونی اجتماع کو منتشر کرنے کا معاملہ ہی نہیں تھا۔ یہ معاملہ ایک ایسے اجتماع کا تھا۔ جو پولیس کے ایک دستہ کی خارجی حدودِ حفاظت میں گھس آیا تھا۔ اور پولیس پر اینٹیں برسانے لگا تھا۔ یہ اجتماع ایسا تھا۔ جو جبراً تھانے کی حدود میں غیر قانونی طور پر گھس آیا تھا۔ اور جس نے اس کے دروازے توڑ ڈالے تھے۔ اور شاید اسے آگ لگانے کی کوشش بھی کی تھی۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ یہ اجتماع ایسا تھا۔ جو فتنہ وشر کی صلاحیت سے پُر تھا۔ اگر پانچ یا دس منٹ کے اندر یہ اجتماع جنگلے کو توڑ دیتا۔ اور صحن کو اینٹوں سے بھر دیتا۔ تو یہ اندازہ لگانا ممکن نہیں تھا۔ کہ وہ آئندہ پانچ یا دس منٹ کے اندر کیا کچھ نہ کرتا۔ اس قسم کی فتنہ بدوش صورتِ حال کے امکانات کو سنہری ترازو میں نہیں تولا جاسکتا۔ لہٰذا مزید تاخیر کرنا موت کو دعوت دینے کے مترادف تھا۔

(۸) عوام کے جونیر وکیل صاحبزادہ نصرت علی نے اپنے استدلال میں اشارۃً کہا۔ کہ ہجوم سرکاری کارکنوں کی سابقہ نرمی سے گمراہ ہوا۔ یہ میں پہلے ہی دیکھ چکا ہوں۔ کہ ۱۸؍جولائی کی شام سے قبل پورے ایک ماہ سے بدامنی چلی آرہی تھی۔ کچھ لوگ اسے صلح جوئی پر محمول کرتے ہیں۔ بعض اسے تذبذب کی کیفیت سے تعبیر کرتے ہیں۔ اچھا نظم ونسق صلح جوئی اور مضبوطی کے خوشگوار امتزاج ہی کا نام ہے۔ لیکن جہاں حکومت کا رویہ دو طبقوں کے باہمی تعلقات اور رویہ کی وجہ سے معرضِ وجود میں آئے۔ تو ایسی صورت میں صلح جوئی غلط فہمی پیدا کرنے کا موجب بن سکتی ہے۔ اگر صاحبزادہ نصرت علی کے قول کے مطابق جس سے مجھے اتفاق ہے۔ کہ پہلی نرمی کو ان نتائج میں کسی قدر دخل حاصل ہے۔ تو حکومت اس امر پر غور کرسکتی ہے۔ کہ کیا ان مقدمات کو واپس لے لینا جو مجمع میں شریک ہونے والوں میں سے بعض کے خلاف پولیس درج کرچکی ہے۔ بہی خواہی کی ایک علامت ہوگا؟

آخری مسجد

آج کل ہمارے مسلمان بھائی ایک طرف تو آسمان سے اسرائیلی نبی حضرت عیسٰی علیہ السلام کی آمد کے منتظر ہیں۔ دوسری طرف سرورِ کائنات حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی تسلیم کرتے ہیں۔ اور اپنی تائید میں صحیح مسلم میں بیان فرمودہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد پیش کرتے ہیں۔ خاتم الانبیاء۔ اگر لفظ آخری کا وہی مطلب لیا جائے۔ جو "محافظین ختم نبوت" لیتے ہیں۔ تو آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اس ارشاد کا کیا معنی ہوگا۔ جو آنحضورؐ نے اسی حدیث میں "میں آخری نبی ہوں" کے معاً بعد فرمایا۔ وانّ مسجدی آخر المساجد۔ "اور میری مسجد آخری مسجد ہے"۔ کیا مسجد نبوی کے بعد کوئی مسجد نہیں بنائی گئی؟

جماعت احمدیہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دل وجان سے خاتم النبیین یقین کرتی ہے۔ جیسا کہ جماعت احمدیہ کے بانی حضرت مرزا غلام احمدؐ صاحب علیہ السلام نے خود فرمایا۔ ؎

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں ٭ دل سے ہیں خدام ختم المرسلیں

لیکن ختم نبوت کا وہ مطلب جو تحفظ ختم نبوت کے سیاسی دعویداروں نے لیا ہے۔ ہمیں تسلیم نہیں۔ ان کا مفہوم نہ صرف بزرگان سلف مثلاً حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلویؒ، شیخ الاکبر حضرت محی الدین ابن عربیؒ۔ حضرت امام عبدالوہاب الشعرانی رحمۃ اللہ علیہ کے بیان فرمودہ مفہوم کے خلاف ہے۔ بلکہ خود آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کے خلاف ہے۔ ہمارے لئے وہی مفہوم قابل قبول ہے۔ جو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے "آخری مسجد" کی مثال دے کر بیان فرمایا۔ مسئلہ ختم نبوت کی مزید تشریح مطلوب ہو۔ تو خاکسار کو تحریر فرمائیں۔ والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ۔ خاکسار بشیر احمد بی۔ اے مہتمم تبلیغ مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ ضلع جھنگ۔

نوٹ:۔ یہ مضمون پوسٹر کی صورت میں شائع کیا گیا ہے۔ جو دفتر مرکزیہ سے حاصل کیا جاسکتا ہے۔

احمدیت سے برگشتہ ہونے کی جھوٹی خبر

۲۰-۸-۵۲ کے اخبار تعمیر راولپنڈی میں کسی شخص محمدؐ الدین نامی کے احمدیت سے توبہ کا اعلان شائع ہوا تھا۔ اس نام کا سوائے میرے اور کوئی احمدی مقامی جماعت احمدیہ چکوال میں نہیں۔ اور اگر یہ میری ذات کی طرف منسوب کیا گیا ہے تو سراسر جھوٹ اور

احمدیت کے متعلق بعض غلط فہمیوں کا ازالہ

(۲)

چوتھا حوالہ اپنے مدعا کو ثابت کرنے کے لئے معترض نے چوتھا حوالہ یہ دیا ہے کہ :-

"ہمارے مخالف جنگلوں کے سؤر ہیں۔ اور ان کی عورتیں کتیوں سے بڑھ کر ہیں" (نجم الہدیٰ)

یہ سراسر جھوٹ اور افتراء ہے۔ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے اپنے تمام مخالفین کے لئے ہرگز ایسے الفاظ استعمال نہیں فرمائے۔ یہ ایک عربی شعر کا غلط ترجمہ ہے۔ جو یہ ہے کہ :-

اِنّ العدا صاروا خنازیر الفلا
ونساءھم من دونھن الاکلب

اس شعر کا صحیح ترجمہ یہ ہے کہ "دشمن اپنی دشمنی میں بیابانوں کے خنزیر بن گئے۔ اور ان کی عورتیں (ہمیں گالیاں دینے میں) اس حد تک ترقی کر چکی ہیں۔ کہ کتیاں اُن سے کاٹنے میں کم ہیں"

اب اگر معترض صاحب ان گالیوں کو بھی مدنظر رکھ لیتے جو آپ کے دشمنوں نے آپ کو دی ہیں۔ تو انہیں حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے ان الفاظ پر ہرگز اعتراض پیدا نہ ہوتا۔ جو بالکل برمحل اور برموقع استعمال ہوئے ہیں۔ ذیل میں ہم نمونۃً بعض مولوی صاحبان کی ان چند گالیوں کا ذکر کرتے ہیں۔ جو انہوں نے حضرت مرزا صاحب کو از راہِ ظلم وعناد دیں اور جنہیں آپ نے اپنی کتاب "کتاب البریہ" کے صفحات ۱۱۸ سے لیکر ۱۲۳ تک میں درج کیا ہے۔

(۱) گالیاں مندرجہ رسالہ اشاعۃ السنہ نمبر ۱ جلد ۱۳ بطور نمونہ حسب ذیل ہیں:-

"دجال۔ بدمذہب۔ ذریات دجال۔ بے علم نافہم۔ اہل بدعت وضلالت"

(۲) گالیاں مندرجہ اشاعۃ السنہ نمبر ۹ جلد ششم ۱۸۹۳ء:-

"مسیلمہ ثانی۔ دجال زمانی۔ نجومی۔ رملی۔ بھکڑ مکار۔ جھوٹا۔ فریبی۔ ملعون۔ اعور دجال غدار۔ کاذب۔ کذاب۔ مردود۔ روسیاہ مثیل مسیلمہ و اسود۔ رہبر ملاحدہ۔ عبدالدراہم والدنانیر۔ خائن۔ خارجی۔ خونریز۔ بے شرم طرار۔ جس کا مرشد شیطان علیہ اللعنۃ۔ بازاری شہدوں۔ چوہڑوں۔ چماروں۔ بہائم اور وحشیوں کی سیرت اختیار کرنے والا۔ زانی شرابی۔ مال مردم خور۔ دغاباز وغیرہ"

(۳) گالیاں مندرجہ فتویٰ مذکورہ بالا صفحہ ۲

رسول خدا کا مخالف۔ دجال۔ کذاب۔ گمراہ۔ اس قادیانی کے چوزے و اتباع، ہنود اور نصاریٰ کے مخنث ہیں۔

(۴) بدترین خلائق۔ ذلیل تر سر مجہ الہ مذکور۔

(۵)۔ کجرو۔ پلید۔ فاسد۔ رستہ کھوٹی۔ گمراہ۔ چھپا مرتد شیطان سے زیادہ گمراہ (سرمجہ الہ مذکور)

(۶) دجال۔ ملحد۔ کاذب۔ روسیاہ۔ بدکار۔ شیطان۔ عنتی۔ بے ایمان۔ شقی ازلی سرمدی (ازاشتہار مضروب الشعال علی وجہ الدجال ۲۷ شعبان ۱۳۱۴ھ)

ان گالیوں کی فہرست بہت لمبی ہے۔ ہم نے صرف بطور نمونہ کچھ درج کی ہیں۔ ورنہ آپ کے دعویٰ ماموریت سے لیکر اب تک جو کتابیں، ٹریکٹ، اشتہارات اور اخبارات آپ کی مخالفت میں لکھے گئے ہیں۔ اور لکھے جا رہے ہیں۔ اگر ان میں کی سب گالیاں جمع کی جائیں تو ایک بڑی کتاب ان گالیوں کی بن جائے گی۔ اب غور فرمائیے۔ کہ ان حالات کی موجودگی میں اگر حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے اپنے شدید ترین مخالف مولویوں کو انکی بد زبانی موذی طبیعت کے پیش نظر بعض سخت الفاظ سے مخاطب فرمایا۔ جو عین محل اور موقع کے مطابق ہیں۔ تو اس میں غضب کونسا نازل ہو گیا۔ کیا ہمارے آقا آنحضرت صلعم نے جو اصدق الصادقین ہیں۔ ان فساد زدہ زمانہ کے علماء کے متعلق یہ نہ فرمایا تھا علماءھم شر من تحت ادیم السماء کہ جب اسلام کا صرف نام رہ جائے گا۔ تو علماء کی حالت یہ ہوگی۔ کہ وہ آسمان کے نیچے بدترین مخلوق ہوں گے۔ پس یہ وہ گندہ دہن، گندہ اعمال، فتنہ پرداز، نام نہاد علماء ہی ہیں۔ جو آنحضور صلعم کی پیشگوئی کا مصداق ہیں۔ اور صرف اور صرف ایسے ہی علماء کا مذکورہ بالا شعر میں ذکر کیا گیا ہے۔ اور وہ بھی بغیر نام لئے۔ جب کہ گندی گالیاں دینے والے مولویوں نے آپ کا نام لے کر آپ کو افحش ترین گالیاں دیں۔ ایسے ہی گندہ طبع لوگوں کے لئے قرآن مجید میں بھی قردۃ اور خنازیر کے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔ اور فرمایا ہے۔ کہ یہ لوگ نہ خود بڑی باتوں سے رکتے ہیں۔ اور نہ دوسروں کو روکتے ہیں۔

ہمیں معترض پر افسوس ہے۔ کہ اس نے ان العدا یعنی چند "مخصوص دشمن" کے الفاظ کو دیدہ و دانستہ نظر انداز کر کے اور حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے شعر کا غلط ترجمہ کر کے تمام مسلمانوں کو ایک ہی صف میں شمار کر لیا۔ اور عوام الناس پر یہ ظاہر کیا ہے۔ کہ گویا حضرت مرزا صاحب نے اپنے تمام نہ ماننے والوں کو جنگل کے سؤر اور ان کی عورتوں کو کتیاں قرار دیا حضرت کے وہ معروف حوالے پہلے بیان کئے جا چکے ہیں۔ کہ آپ نے نہ صرف مسلمانوں بلکہ عیسائیوں اور ہندوؤں کے شرفاء کی توہین سے بھی اللہ کی پناہ مانگی ہے۔ پس معترض کا ترجمہ سراسر غلط اور محاورہ زبان کے صریح خلاف ہے۔ حضرت مرزا صاحب نے تمام مخالفین کا اس شعر میں ہرگز ذکر نہیں کیا۔ بلکہ یہ گالیاں درحقیقت خود معترض صاحب نے تمام مسلمانوں کو دی ہیں۔ کسی بات میں اختلاف رکھنا اور بات ہے اور از راہ عداوت گالیاں نکالنا اور بات۔ کوئی شریف انسان اسکو جائز نہیں سمجھے گا۔ الفاظ ان العدا سے صرف گندہ دہن موذی دشمن مراد ہیں۔

پانچواں حوالہ تاکہ وقف وہ رسالہ دو مسلمانوں کو جماعت احمدیہ کے خلاف مشتعل کرنے کے لئے پانچواں حوالہ یہ پیش کیا گیا ہے:-

"گورنمنٹ محسنہ برطانیہ سے جہاد درست نہیں۔ بلکہ سچے دل سے اطاعت کرنا ہر ایک مسلمان کا فرض ہے"

ہم تسلیم کرتے ہیں۔ کہ یہ الفاظ ہمارے عقیدہ کے مطابق ہیں۔ ہمارا عقیدہ یہ ہے۔ کہ ہر وہ گورنمنٹ جو ہمارے مذہب میں مداخلت نہ کرے ہم اس کی پوری پوری اطاعت کریں گے۔ خواہ وہ گورنمنٹ انگریزوں کی ہو خواہ ہندوؤں کی یا سکھ مذہب والوں کی۔ خود بانیٔ پاکستان حضرت بانیٔ ملت کا بھی یہی مذہب تھا۔ آپ ہندوستان کے مسلمانوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں :-

"ہندوستانی مسلمانوں کو اپنی حکومت کا وفادار رہنا چاہیئے" (روزنامہ انقلاب ۱۸ دسمبر ۱۹۴۷ء)

انگریزوں کی حکومت میں بھی چونکہ مذہبی آزادی تھی ہر مسلمان۔ نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ وغیرہ دینی امور میں مکمل طور پر آزاد تھا۔ اس لئے ہم ان کی حکومت کے خلاف تلوار کا جہاد کرنا ناجائز سمجھتے تھے حضرت مولانا محمد اسمٰعیل صاحب شہید رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق لکھا ہے :-

"اثنائے قیام کلکتہ میں جب ایک روز مولانا محمد اسمٰعیل صاحب شہید وعظ فرما رہے تھے ایک شخص نے مولانا سے فتویٰ پوچھا کہ سرکار انگریزی پر جہاد کرنا درست ہے یا نہیں؟ اس کے جواب میں مولانا نے فرمایا کہ:-

"ایسی بے رو ریا اور غیر متعصب سرکار پر کسی طرح بھی جہاد کرنا درست نہیں ہے"

(سوانح احمدی کلاں صفحہ ۵۷)

اور اگر غور کیا جائے۔ تو سلامتی کی یہی راہ ہے۔ کہ ہر باقاعدہ گورنمنٹ کی اطاعت کرنی چاہیئے۔ ورنہ امن قائم رہ ہی نہیں سکتا۔ کیا مسلمانوں نے اپنی ابتدائی ہجرت میں شاہ حبشہ کی اطاعت نہیں کی تھی؟ یا کیا حضرت یوسف علیہ السلام نے شاہ مصر کی اطاعت کو فرض قرار نہیں دیا تھا؟

چھٹا حوالہ حضرت امام جماعت احمدیہ کی کتاب "انوار خلافت" سے پیش کیا گیا ہے۔ کہ آپ نے اپنی جماعت کو تاکید کی ہے۔ کہ چونکہ غیر احمدی ایک مامور کے منکر ہیں لہٰذا احمدی ان کے پیچھے نماز نہ پڑھیں۔

اس کا جواب بھی بالکل واضح ہے۔ کہ یہ تو ہمارا اپنا عقیدہ ہے۔ ملت کے اتحاد میں کسی فرقے کے لوگوں کو دوسرے فرقہ کے امام کی اقتداء میں نماز پڑھنا رخنہ انداز نہیں ہو سکتا۔ کیا کسی اہل سنت والجماعت کے مولوی یا شیعہ عالم نے آغا خانی خوجوں کے امام کی اقتداء میں نماز پڑھی ہے؟ بلکہ سیاسی اتحاد میں تو نماز پڑھنے یا نہ پڑھنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

ساتواں حوالہ ساتواں حوالہ یہ دیا گیا ہے کہ:-

"یہ بالکل صحیح ہے۔ کہ ہر شخص ترقی کر سکتا ہے اور بڑے سے بڑا درجہ پا سکتا ہے۔ حتیٰ کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی بڑھ سکتا ہے"

اس حوالہ کے درج کرنے میں معترض کی خیانت کا اس ایک امر سے پتہ چل جاتا ہے۔ کہ اس نے دیدہ و دانستہ اگلے فقرہ کو حذف کر دیا ہے۔ اگلا فقرہ یہ ہے:-

"مگر دیکھنا یہ ہے۔ کہ آنحضرت اس میدان میں سب سے آگے بڑھ گئے۔ اور زمانے آئندہ کے متعلق بھی گواہی دی۔ کہ آپ آئندہ آنے والی نسلوں سے بھی آگے بڑھے ہوئے ہیں (الفضل ۱۷ جولائی ۱۹۲۲ء)

اب جو شخص دیانتداری سے ان الفاظ کو پڑھیگا یقیناً وہ اس نتیجہ پر پہنچنے پر مجبور ہو جائیگا۔ کہ حضرت امام جماعت احمدیہ نے ہرگز ہرگز یہ نہیں فرمایا کہ عملاً کوئی شخص درجہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ سکتا ہے۔ یہ مفتری کا سراسر افتراء اور جھوٹ ہے۔ جو اس نے جان بوجھ کر لوگوں کو مشتعل کرنے کے لئے حضرت امام جماعت احمدیہ کے خلاف بولا۔ معترض صاحب کو چاہیئے تھا۔ کہ اگر وہ دیانتداری سے کام لیتے تو تصنیف را مصنف نیکو کند بیاں کے مطابق جس رنگ اور جس مفہوم میں آپ نے ان الفاظ کو استعمال فرمایا ہے۔ انہیں بھی ساتھ ہی درج کر دیتے۔ مگر وہ ایسا کیوں کرتے۔ ان کا تو مقصد ہی اشتعال انگیزی تھا۔ سنیئے ہم عرض کرتے ہیں۔ حضور فرماتے ہیں:-

"اس حوالہ کا مطلب یہ ہے۔ کہ ذہنی طور پر اگر کوئی شخص کہے۔ کہ کیا اس مقام سے اوپر کوئی مقام نہیں۔ جس پر رسول کریم صلعم پہنچے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ ضرور ہے۔ ورنہ ماننا پڑے گا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ترقی رُک چکی ہے۔ حالانکہ آپ الٰہی حکم سے خود فرماتے ہیں کہ رب زدنی علماً۔ اس پر اگر کوئی کہے کہ کیا خدا تعالیٰ نے اس آئندہ ترقی کے مقام پر پہنچنے سے لوگوں کو جبراً روک دیا ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ ہرگز نہیں۔ اگر کوئی شخص محمدیت کے مقام سے بڑھنے کی استعداد پیدا کر لیتا۔ تو خدا تعالیٰ اسے اس کے درجہ سے محروم نہ کرتا مگر سوال یہ ہے کہ عملاً ایسا نہیں ہوا۔ اور کسی ماں نے کوئی بچہ نہیں جنا۔ جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر تو کیا آپ کے برابر بھی پہنچتا۔ پس حوالہ کا مطلب صرف یہ ہے۔ کہ خدا تعالیٰ نے جبراً اور ظلماً رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نمبر اول نہیں دیا۔ بلکہ آپ نے خدا تعالیٰ کی راہ میں سب سے زیادہ قربانی کر کے اور سب سے زیادہ خدا کو پیار کر کے اس مرتبہ کو حاصل کیا ہے۔ پس امکانی طور پر جو چاہو۔ کہو عملاً یہی امر ہے۔ کہ گذشتہ کا نہ آئندہ کا کوئی شخص آپ کے برابر نہیں"

(الفضل ۱۹ اگست ۱۹۳۶ء)

پس بات صاف ہے۔ بڑھ سکنا اور چیز ہے۔ اور بڑھنا اور چیز۔ بڑھ سکنے کے یہ معنی ہیں۔ کہ ہر شخص کے لئے آگے بڑھنے کا موقع تھا۔ اور یہ رستہ اس کے لئے بند نہیں تھا بلکہ کھلا تھا۔ لیکن جب کوئی شخص آپ سے

بڑھا نہیں۔ تو معلوم ہوا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو عشق کا نمونہ دکھایا۔ ویسا نمونہ اور کوئی نہیں دکھا سکا۔ عام آدمی تو الگ رہے۔ وہ نمونہ ابراہیم۔ موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام بھی نہیں دکھا سکے۔ (جماعت احمدیہ کا عقیدہ صلا) بالآخر ہم بغیر تمام حق پسند اصحاب کی خدمت میں درخواست کرتے ہیں کہ ہمارے نام سے دھوکہ دیکر آجکل کئی قسم کے اشتہارات اور ٹریکٹ ہمارے مخالفین کی طرف سے تقسیم کئے جا رہے ہیں ان کی حقیقت معلوم کرنے کیلئے احباب کو جماعت احمدیہ کے مبلغین اور دیگر عہدیداروں کی طرف رجوع کرنا چاہیئے۔ اصل حقیقت معلوم کئے بغیر ان پر اعتبار کر لینا انصاف کے خلاف ہوگا۔

بلا تفصیل رقم کے متعلق ضروری اعلان

بعض احباب اور سیکرٹریان مال جماعت ہائے احمدیہ بذریعہ منی آرڈر وغیرہ چندہ بھجواتے وقت کوپن منی آرڈر پر تفصیل درج نہیں کرتے اور نہ ہی بذریعہ چٹھی علیحدہ تفصیل ارسال کرتے ہیں۔ جس کی وجہ سے ایسی رقوم متعلقہ جماعت یا فرد کے کھاتہ میں محسوب نہیں کی جا سکتیں۔ اور مد بلا تفصیل میں پڑی رہتی ہیں۔ ایسی رقوم کی تفاصیل حاصل کرنے کے لیئے بذریعہ خط و کتابت اور اعلان اخبار الفضل انہیں اطلاع دینی پڑتی ہے۔ اگر پھر بھی تفصیل نہ آئے۔ تو بمطابق فیصلہ مجلس مشاورت وہ رقوم چندہ عام میں منتقل کر دی جاتی ہیں۔ لہذا اعلان ہذا کے ذریعہ احباب جماعت خصوصاً سیکرٹریانِ مال جماعت ہائے احمدیہ کی خدمت میں گذارش ہے۔ کہ وہ رقم بھیجتے وقت اس کی تفصیل کوپن منی آرڈر پر ہی تحریر فرما دیا کریں لیکن اگر تفصیل لمبی ہو۔ اور کوپن منی آرڈر پر درج نہ ہو سکتی ہو۔ تو بذریعہ چٹھی رقم بھجوانے کے ساتھ ہی الگ تفصیل ارسال فرما دیا کریں۔ تاکہ رقوم بروقت داخل خزانہ ہو سکیں۔ اور خط و کتابت پر مزید وقت صرف نہ کرنا پڑے۔ ورنہ نظارت ہذا مجبور ہوگی۔ کہ حسب قاعدہ ایسی رقوم تین ماہ کے بعد چندہ عام میں منتقل کر دے۔ اگر اس طرح سے جماعتوں کے حسابات میں کسی قسم کی خرابی واقع ہوئی۔ تو اس کی ذمہ داری نظارت ہذا پر نہ ہوگی۔ بلکہ صرف ان احباب پر جنہوں نے کہ اس کے بارہ میں غفلت اور کوتاہی سے کام لیا۔

(نظارت بیت المال)

جماعت ہائے احمدیہ ضلع ملتان توجہ کریں

ضلع ملتان کی احمدی جماعتوں کی خدمت میں التماس ہے۔ کہ وہ مرکز میں تبلیغی۔ مالی۔ تعلیم و تربیتی رپورٹیں ہر مہینہ کی دس تاریخ تک ارسال کر دیا کریں۔ اور ایک نقل دفتر ملتان میں بھیجا کریں۔ لیکن افسوس ہے۔ تساہل سے کام لیا جا رہا ہے۔

(امیر جماعت ہائے احمدیہ ضلع ملتان مکان ۶۴۲ نواں شہر ملتان)

درخواست ہائے دعاء

(۱) حفیظ الرحمن صاحب پروپرائٹر ولیٹ پنجاب ہوٹل سٹورز سینیلا منڈر(؟) لاہور کی بیوی آج کل سخت بیمار ہے۔ احباب اس کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔ شیخ مبارک علی قریشی گوالمنڈی لاہور۔ (۲) میرا بھتیجا نذیر احمد جو کہ واشنگ لائن لاہور اسٹیشن پر کام کرتا تھا۔ اس کو مورخہ ۳۰ اگست انجن سے سخت چوٹ آئی۔ اب وہ ہسپتال میں داخل ہے۔ احباب دعا فرمائیں۔ خدا اس کو جلدی صحت دے۔ آمین۔ پھلوار حسین عاجز رام گلی ۴ لاہور (۳) ڈاکٹر کوکب (یونانی) صاحب نواں کوٹ لاہور پندرہ سولہ دن سے بعارضہ ٹائیفائیڈ بیمار ہیں۔ اور بے حد کمزور ہو گئے ہیں۔ احباب دعائے صحت فرمائیں۔ (۴) میرے نانا جان ماسٹر عبد العزیز صاحب کا ایک مقدمہ عدالت میں درپیش ہے۔ وہ احباب سے کامیابی کی درخواست کرتے ہیں۔ عبد الحفیظ خاں سلطان پورہ لاہور۔

ستمبر ۱۹۵۲ء

(۱۰ اکتوبر سنہ ۵۲ء تک)

آپ کی قیمت اخبار ختم ہے

مہربانی فرما کر قیمت اخبار بذریعہ منی آرڈر میعاد سے کم از کم دس دن پیشتر بھجوا دیں کہ وی پی کرنے کی نوبت ہی نہ آئے۔ وی۔ پی کی انتظار کرنے میں آپ کو نقصان ہے منی آرڈر کے کوپن پر اپنا نمبر خریداری ضرور لکھ دیا کریں۔ یہ نمبر پتہ کے ساتھ ہی لکھا ہوتا ہے

نمبر	نام	تاریخ
۱۵۰۱۴	صوفی غلام محمد صاحب	۱۰ ستمبر
۱۲۳۵۴	میجر ملک محمد حسین صاحب	۱۵ ستمبر
۲۳۷۰۹	غلام محمد صاحب	۱۰ ستمبر
۲۴۲۷۷	بابو عبد الحکیم صاحب	۱۵ ستمبر
۲۴۴۰۲	سردار احمد خانصاحب	۱۰ ستمبر
۲۱۵۱۴	چودھری حیدر علی صاحب	۱۰ ستمبر
۲۳۹۵۸	شیخ محمد اسلم صاحب	۱۲ ستمبر
۲۴۲۹۳	محمد صادق صاحب	۱۷ ستمبر
۲۴۳۲۰	لفٹیننٹ نواب علی صاحب	۱۲ ستمبر
۲۴۴۴۸	ایم عبد القادر صاحب	۱۶ ستمبر
۲۴۴۴۹	ملک منیر احمد صاحب	۱۶ ستمبر
۲۴۴۷۷	چودھری محمد علی صاحب	۱۶ ستمبر
۲۴۶۷۲	ملک عبد الخالق صاحب	۱۶ ستمبر
۲۰۶۲۲	برکت علی صاحب	۱۸ ستمبر
۱۹۸۶۷	چودھری محمد شفیع صاحب	۱۸ ستمبر
۲۴۴۵۵	ملک غلام حسین صاحب	۱۸ ستمبر
۲۳۷۹۲	تحریک جدید گنزی	۱۸ ستمبر
۲۳۷۸۷	ذکی شعور	۱۸ ستمبر
۲۳۷۸۸	چودھری عبد السمیع صاحب	۱۸ ستمبر
۱۷۷۴۵	غلام مرتضےٰ صاحب	۱۹ ستمبر
۲۱۳۳۲	کیپٹن محمد اسلم صاحب	۱۹ ستمبر
۲۴۳۰۹	محمد بشیر صاحب محمد شریف صاحب	۱۹ ستمبر
۲۴۴۵۹	شیخ میاں محمد صاحب	۱۹ ستمبر
۱۸۵۰۰	صوفی اقبال احمد صاحب	۱۹ ستمبر
۲۳۸۵۹	افتخار علی صاحب	۲۰ ستمبر
۲۴۴۶۰	پرنس کلاتھ ہاؤس	۲۰ ستمبر
۲۳۷۹۷	غلام نبی صاحب	״
۲۴۶۲۳	قریشی محمد نصیر صاحب	۲۰ ستمبر
۲۳۹۴۵	مرزا ارشاد احمد صاحب	۲۰ ستمبر
۲۱۶۰	میاں محمد ابراہیم صاحب	۲۰ ستمبر
۹۴۴۹۴	میاں محمد شفیع صاحب	۲۰ ستمبر
۲۴۳۵۹	عبد الخالق صاحب	۲۱ ستمبر
۲۴۵۲۰	رفیق احمد صاحب قادیانی	۲۱ ستمبر
۲۴۳۶۲	سید محمود احمد شاہ صاحب	۲۰ ستمبر
۲۳۷۱۸	چودھری اللہ بخش صاحب	۲۲ ستمبر
۲۴۲۹۶	مختار احمد صاحب	۲۲ ستمبر
۲۴۵۷۰	حمیدہ بیگم صاحبہ	۲۲ ستمبر
۲۴۲۵۷	چودھری حیات محمد صاحب	۲۳ ستمبر
۲۴۵۶۶	سید عبد الغنی صاحب	۲۴ ستمبر
۲۴۵۲۵	میاں عبد السلام صاحب	۲۴ ستمبر
۲۴۵۶۹	حافظ احمد علی صاحب	۲۴ ستمبر
۲۱۹۸۹	چودھری ایم۔ ایم علی صاحب	۲۴ ستمبر
۲۳۸۰۱	محمد امین صاحب	۲۶ ستمبر
۲۱۹۲۰	غلام محمد صاحب	۲۷ ستمبر
۲۰۹۷۵	محمد ابراہیم صاحب	۱۳ ستمبر
۲۴۶۵۸	مشتاق احمد صاحب	۲۸ ستمبر
۲۴۴۱۱	ڈاکٹر عبد الکریم صاحب	۲۸ ستمبر
۲۴۱۴۴	چودھری سلطان علی صاحب	۲۸ ستمبر
۲۴۲۹۴	نفیس احمد صاحب	۲۳ ستمبر
۲۴۹۴	ڈاکٹر پیر بخش صاحب	۳۰ ستمبر
۲۱۴۰۰	مولوی عبد القادر صاحب	۳۰ ستمبر
۶۲۴۵	چودھری غلام سرور صاحب	۳۰ ستمبر
۲۲۵۵۹	افتخار علی صاحب	۲۶ ستمبر
	محمد اشرف خانصاحب	۳۰ ستمبر

اگر آپ کمزوروں اور زیر دستوں کی حفاظت نہیں کریں گے تو آپ اسلام کے نام و ناموس کو خاک میں ملانے کا موجب بنتے ہیں

اقلیت قرار دینے کا مسئلہ ایک آئینی مسئلہ ہے اسے جلسوں جلوسوں اور مار دھاڑ کے ذریعہ حل نہیں کیا جا سکتا

حضوری باغ کے جلسۂ عام میں وزیر اعلیٰ پنجاب میاں ممتاز محمد خان دولتانہ کی تقریر!

لاہور ۳۰ اگست کی شام کو میاں ممتاز محمد خان دولتانہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے حضوری باغ کے جلسۂ عام میں جو تقریر کی تھی وہ آج کسی قدر تفصیل سے شائع کی جا رہی ہے، اس کا خلاصہ ایک گزشتہ اشاعت میں پہلے بھی شائع ہو چکا ہے۔

دوران تقریر میں میاں ممتاز محمد خان دولتانہ نے حکومت اور عوام کے تعلق۔ نظم و نسق۔ مسئلہ خوراک خارجہ پالیسی اور بعض دیگر امور پر روشنی ڈالنے کے بعد فرمایا۔ ایک اور مسئلہ بھی ہے۔ جس پر میں روشنی ڈالنا ضروری سمجھتا ہوں۔ اور چاہتا ہوں کہ اس بارے میں میں نیک نیتی سے جس نتیجے پر پہنچا ہوں وہ آپ لوگوں کے سامنے رکھ دوں۔ اور اگر وہ آپ کے مذاق کے مطابق نہ ہو۔ اور آپ اسے پسند نہ کریں۔ تو مجھے اس کرسی سے محبت نہیں ہے۔ ایسی صورت میں کوئی دوسرا شخص اس کرسی کو سنبھال سکتا ہے جس مسئلہ کے متعلق میں کچھ کہنا چاہتا ہوں وہ ...... کا مسئلہ ہے۔ یہ مسئلہ اتنا الجھا ہوا اور مشکل مسئلہ نہیں ہے ہم نے خود اس کو الجھا دیا ہے۔

مسئلہ کے بعض "غیر مبہم پہلو"

اس ضمن میں آپ نے اس مسئلہ کے بعض ایسے پہلوؤں کا بھی ذکر کیا۔ جن کے متعلق آپ کے نزدیک کسی قسم کا اختلاف یا ابہام نہیں ہے۔ انہی میں سے ایک پہلو مسئلہ ختم نبوت سے تعلق رکھتا ہے۔ آپ نے کہا۔ اس بارے میں اگر کوئی شخص اختلاف کرتا ہے تو اس کا اسلام میرے اسلام سے مختلف ہے میرے نزدیک اس مسئلہ پر بحث کرنا جائز نہیں کیونکہ عقیدے کا تعلق ذہن سے نہیں دل سے ہے اس ضمن میں آپ نے ایسی ذہنیت کی خرابیاں کا ذکر کیا کہ بعض لوگ فرقہ وارانہ بنیادوں پر سیاست۔ دفتری نظام اور سماجی تعلقات میں اپنے آدمیوں کے ساتھ امتیازی سلوک روا رکھنے کے عادی ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ حکومت پہلے ہی اعلان کر چکی ہے۔ کہ ناجائز حمایت یا امداد وغیرہ کی سختی سے باز پرس کی جائے گی کوئی حکومت بھی کسی شیعہ کی شیعہ نوازی۔ کسی سنی کی سنی نوازی۔ کسی احمدی کی احمدی نوازی اور کسی عیسائی کی عیسائی نوازی کو ہرگز برداشت نہیں کر سکتی۔ ہم سب پاکستانی ہیں۔ ہمارا فرض ہے۔ کہ اپنے فرقوں کی بجائے پاکستان کے مفاد کو مقدم رکھیں۔ اور کسی افسر کو اس بات کی اجازت نہ دیں۔ کہ وہ اپنے فرائض کی بجا آوری میں فرقہ وارانہ مفاد کو ملکی مفاد پر ترجیح دے لیکن ایک امر مد نظر رکھنا ضروری ہے۔ اور وہ یہ کہ اگر آپ دنیا کو یہ بتانا چاہتے ہیں۔ کہ پاکستان ایک انصاف پسند ملک ہے اور وہ اپنے فیصلے انصاف اور قانون کی رو سے کرتا ہے۔ تو آپ کا فرض ہے کہ آپ اپنی شکایتیں نہ جذباتی رنگ میں پیش کریں۔ اور نہ ان کے جذباتی حل تلاش کرنے کی کوشش کریں۔

جان و مال کی حفاظت

تقریر جاری رکھتے ہوئے آپ نے فرمایا اس مسئلہ کا ایک پہلو اور بھی ہے۔ اور اس میں کوئی الجھاؤ نہیں ہے۔ وہ پہلو پاکستانی شہریوں کے جان و مال اور عزت و آبرو کی حفاظت سے تعلق رکھتا ہے۔ ہم پاکستانیوں کا فرض ہے۔ کہ کسی آدمی کا کوئی فرقہ یا مذہب کیوں نہ ہو جب تک وہ پاکستان کا شہری ہے اور پاکستانی کہلاتا ہے۔ اس کے جان و مال عزت و آبرو اور پوزیشن و حرمت کی پوری پوری حفاظت کریں۔ یہ ہم میں سے ہر ایک کا نہ صرف سیاسی بلکہ مذہبی فرض بھی ہے یاد رکھئے اپنے سے کمزور کو مار دینا آسان ہے یہ کوئی مشکل کام نہیں لیکن ایسا کرنا جوانمردی نہیں کہلا سکتا۔ اگر آپ اپنے سے کمزور کو مار دیتے ہیں۔ تو یاد رکھئے آپ پاکستان کی بنیادوں کو ہلانے والے قرار پائیں گے۔ اسلام اور پیغمبر اسلام کے نام و ناموس کو خاک میں ملانے کا موجب بنیں گے۔ بیشک چند لوگوں سے آپ کو اختلاف ہو سکتا ہے۔ بیشک آپ انہیں اپنا جیسا مسلمان نہ مانیں۔ لیکن وہ پاکستان کے شہری تو ہیں۔ ان کو اگر آپ مار دیتے ہیں۔ تو یہ کوئی کارنامہ نہیں۔ ہاں اگر آپ ان کے جان و مال کی حفاظت کرتے ہیں۔ ان کی عزت و آبرو کی حفاظت کے لئے خود سینہ سپر ہوتے ہیں تو اس سے دنیا میں آپ کا اور آپ کے ملک کا عزت و وقار بڑھے گا۔ اور یہ بھارت کے ذلیل پروپیگنڈے کا بہترین جواب ہوگا۔ بہتر ہے کہ ایک پاکستانی بھی زندہ نہ رہے۔ قبل اس کے کہ کسی ایسے انسان کے خون کا ایک قطرہ بھی زمین پر گرے۔ بیشک فرزندان توحید میں سے ایک بھی زندہ نہ رہے۔ لیکن کسی ایسے شخص کا بال بھی بیکا نہ ہو جس کی حفاظت از روئے قانون ہم پر فرض ہے۔ یہی تو وجہ ہے کہ ہم کہتے ہیں کہ ہمارے نبی کو جو آخری پیغام دیا گیا ہے وہ سب سے زیادہ صحیح درست اور اکمل ہے کیونکہ وہ پیغام انصاف کا پیغام ہے وہ انصاف کی تعلیم دیتا ہے اور زیر دستوں کی حفاظت سکھاتا ہے ہم چار آدمیوں کو مار کر اپنے آپ کو پیغمبر اسلام کا غلام ثابت نہیں کر سکتے ہاں ان کی حفاظت کر کے دنیا پر یہ آشکار کر سکتے ہیں کہ ہمیں آپ کی غلامی کا فخر حاصل ہے۔

اقلیت قرار دینے کا مسئلہ

دوران تقریر میں ایک اور مسئلہ پر روشنی ڈالتے ہوئے میاں ممتاز محمد دولتانہ نے کہا۔ اس مسئلہ کا ایک اور پہلو بھی ہے ہو سکتا ہے وہ آپ کے نزدیک اہم نہ ہو اور آپ اس کے متعلق فیصلہ کر چکے ہوں لیکن میں اس بارے میں کوئی فیصلہ نہیں کر سکا ہوں آپ کہتے ہیں کہ ختم نبوت ایک بنیادی مسئلہ ہے اور چونکہ اس بارے میں "قادیانیوں" کا مسلک مختلف ہے۔ اسلئے انہیں اقلیت قرار دیدیا جائے میں اس مسئلہ پر کچھ زیادہ عرض کرنا نہیں چاہتا۔ البتہ اتنا ضرور کہوں گا کہ یہ ایک آئینی مسئلہ ہے اس کا تمام انحصار آئین سازی کے اس طریقہ کار پر ہے جس کے نتیجے میں عام شہریوں کے حقوق کا تعین عمل میں آتا ہے۔ ہمارا آئین ابھی مکمل نہیں ہوا اور ابھی ہم نے یہ فیصلہ بھی نہیں کیا کہ آیا ہمارے ملکی قانون میں اکثریت اور اقلیت کی تمیز رکھی جائے گی یا نہیں جیسا کہ ہندوستان نے اپنے آئین میں ایسی کوئی تفریق روا نہیں رکھی ہے۔ بہرحال یہ ایک آئینی مسئلہ ہے۔ اور آئینی مسئلے جلسوں جلوسوں اور مار دھاڑ کے ذریعہ نہیں حل ہوا کرتے۔ اگر مار دھاڑ کے ذریعہ ہی یہاں فیصلے ہونے لگیں۔ تو سوائے اس کے اور کیا کہا جا سکتا ہے کہ خدا ایسے ملک سے بچائے دنیا کیا کہے گی

آپ نے مزید فرمایا، اقلیت قرار دینے یا نہ دینے کے بارے میں بہت سی دلیلیں دی جا سکتی ہیں۔ یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ ہم انہیں اقلیت قرار نہیں دینا چاہتے تھے۔ انہوں نے خود ایسا رویہ اختیار کیا ہے۔ جس کے نتیجے میں انہیں اقلیت قرار دینا ضروری ہو گیا ہے۔ مثلاً وہ خود ہمیں مسلمان نہیں مانتے۔ میرے نزدیک واقعی یہ ایک قابل غور نکتہ ہے کہ جو شخص ہمیں مسلمان نہیں مانتا۔ ہم اسے کیسے مسلمان مان لیں۔ لیکن یہ سوچ لیجئے کہ اقلیت قرار دے کر ہم دنیا سے کیا کہیں گے کہ ایک جماعت اپنے حقوق سے دستبردار ہو کر اکثریت میں شامل رہنا چاہتی تھی۔ لیکن ہم نے اکثریت میں ہونے کے باوجود اسے اقلیت بنانے پر زور دیا۔ دنیا کی تاریخ میں ایسی کوئی مثال موجود نہیں ہے کہ اقلیت کا وجود اس کی اپنی مرضی کے خلاف اکثریت کے مطالبہ پر معرض وجود میں آیا ہو۔ سوچ لیجئے دنیا کہیں ہماری ہنسی نہ اڑائے اور ہم پر یہ پھبتی نہ کسے۔ کہ پہلے اکثریت سے ڈرتے تھے اور اب صاحب اقتدار ہونے کے باوجود اقلیت سے ڈرتے ہیں۔ پھر یہ امر بھی قابل غور ہے کہ احمدیوں کو اقلیت بنانے میں فائدہ کیا ہے۔ جو شخص خود اپنے منہ سے کہے گا کہ میں احمدی ہوں۔ وہی تو اقلیت شمار ہوگا۔ لیکن اگر وہ اپنے آپ کو احمدی ظاہر نہ کرے اور دھڑلے سے کہے کہ میں مسلمان ہوں تو پھر آپ کیا کریں گے۔ یہ تو ہونے سے رہا کہ آپ علماء کا ایک بورڈ بنا دیں اور ہر ایک کے مذہب اور عقیدے کا فیصلہ کرنے لگیں اور اگر ایسا بھی کر دیں تو کل کو مخالف بورڈ سے یہ پاس کروا دیا کہ شیعہ خارج از اسلام ہیں یا کسی ایک گروہ نے الیکشن جیتنے کے لئے مخالفوں کی ۸۰ فی صدی آبادی کو اقلیت قرار دیدیا۔ تو پھر آپ کیا کریں گے۔ اور اس کی ...... کی صورت کیا ہوگی۔ رہا نوکریوں سے احمدیوں کو الگ کرنے کا سوال تو اقلیت قرار دینے سے وہ بھی حل نہیں ہو سکتا۔ جن ملازمتوں پر وہ اس وقت فائز ہیں۔ ان پر سے انہیں ہٹایا نہیں جا سکے گا۔ ان کے حقوق کا جو بھی تعین ہوگا۔ انہیں اس سے کم نہیں ملے گا۔ اور اگر وہ زیادہ لے جائیں۔ تو انہیں اس سے کوئی روک نہیں سکتا۔ اقلیتوں کے تو ہمیشہ حقوق ہوتے ہیں۔ اس کے بالمقابل قربانیاں اکثریت کا حصہ ہوتی ہیں۔ میں نہیں کہتا کہ آپ کہہ دیں کہ ہم احمدیوں کو اقلیت بنانا نہیں چاہتے۔ لیکن اس سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ یہ ایک ایسا مسئلہ نہیں ہے کہ چار جلسوں اور جلوسوں میں اس کا فیصلہ کر دیا جائے۔ اس کا فیصلہ کرنے میں ہمیں ملکی حالات ہی نہیں بلکہ دنیا کے حالات بھی دیکھنے ہوں گے۔

ختم نبوت کے نام پر جلسے کیوں؟

تقریر کے آخر میں آنریبل وزیر اعلیٰ نے ختم نبوت کے نام پر منعقد ہونے والی کانفرنسوں اور فرقہ وارانہ رجحانات کی ہلاکت آفرینیوں کا بھی ذکر کیا۔ اول الذکر کے بارے میں آپ نے فرمایا۔ جب ختم نبوت ایک طے شدہ مسئلہ ہے اور ہم میں سے ہر ایک اس پر ایمان رکھتا ہے تو پھر اس کے نام پر جلسے منعقد کرنے یا پُر جوش تقریریں کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ اس قسم کے جلسوں کے نتیجے میں ایسے عناصر آگے آ جاتے ہیں

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۲